مکاتیب سعید

مکتوبات

حضرت اقدس مولانا مفتی سعید احمد پالن پوری نور اللہ مرقدہ
سابق شیخ الحدیث وصدر المدرسین دار العلوم دیوبند

بہ نام

حضرت اقدس مولانا مفتی احمد خانپوری دامت برکاتہم
شیخ الحدیث وسابق صدر مفتی جامعہ اسلامیہ تعلیم الدین، ڈابھیل

تالیف، ترتیب، تحشیہ

مفتی ندیم احمد حفظہ اللہ (مفتی وصدر الفلاح انٹرنیشنل فاؤنڈیشن)

ناشر

دار الحمد اسلامک ریسرچ انسٹیٹیوٹ، سورت، گجرات

تفصیلات

کتاب کا نام:.. **مکاتیبِ سعید**

مکتوبات:.......... حضرت اقدس مفتی سعید احمد صاحب پالن پوری نوراللہ مرقدہ

بہ نام:............... حضرت اقدس مفتی احمد صاحب خانپوری دامت برکاتہم

تالیف، ترتیب، تحشیہ.......... مفتی ندیم احمد حفظہ اللہ [الفلاح انٹرنیشنل فاؤنڈیشن]

کمپوزنگ وسیٹنگ.............................. الفلاح انٹرنیشنل فاؤنڈیشن

صفحات.. ایک سو چالیس (۱۴۰)

ناشر .... دارالحمد اسلامک ریسرچ انسٹیٹیوٹ، سورت، گجرات، ہند

کتاب حاصل کرنے کے لیے رابطہ کریں

دارالحمد اسلامک ریسرچ انسٹیٹیوٹ، سورت +91-7096176961

الفلاح انٹرنیشنل فاؤنڈیشن، ممبئی +91-9022278319

ادارۃ الصدیق، ڈابھیل +91-9913319190

مولانا جنید کاپڑیا، سورت +91-9537860749

مولانا انس شیرپوری، جمبوسر +91-9601114202

فہرست

❑	کلماتِ عالیہ حضرت **مفتی احمد خانپوری** دامت برکاتہم	۹
❑	مقدِّ مہ: مفتی ندیم احمد حفظہ اللہ	۱۱
❑	**باب اوّل:** سعید و احمد کا تعلق خاطر	۱۷
۱	﴿تعزیتی مکتوب از حضرت پالن پوریؒ﴾	۲۰
۲	﴿تعزیتی تحریر از حضرت خانپوری دامت برکاتہم﴾	۲۳
۳	﴿پانچ سال بعد چلے ہیں اور پچاس سال آگے نکل گئے﴾	۲۶
۴	﴿ملاحظات﴾	۲۹
۵	﴿'تحفۃ القاری' حضرت خانپوری کی نظر میں﴾	۳۹
۶	﴿پہلی خصوصیت﴾	۳۹
۷	﴿دوسری خصوصیت﴾	۴۱
۸	﴿تیسری خصوصیت﴾	۴۲
۹	﴿چوتھی خصوصیت﴾	۴۳
۱۰	﴿پانچویں خصوصیت﴾	۴۳

❑	**باب دوم:** دار العلوم دیوبند میں داخلے سے قبل	۴۵
۱۱	﴿مکتوب از حضرت مولانا عبد اللہ صاحب کاپودرویؒ﴾	۴۷
۱۲	﴿تم کو جوابی خط لکھنے کی حاجت نہیں﴾	۴۸
۱۳	﴿میں فراغت کا سرٹیفکیٹ لے کر ارسال کر دوں گا﴾	۵۰
۱۴	﴿تھوڑی سی سعی سے درجۂ ثانی مل جائے گا﴾	۵۱
۱۵	﴿دوسرے سال میں داخلہ لے لو﴾	۵۳
۱۶	﴿عریضہ از حضرت خانپوری﴾	۵۵
۱۷	﴿جواب از شیخ محمد رضا اجمیریؒ﴾	۵۶
۱۸	﴿تصدیق از شیخ اجمیریؒ﴾	۵۷
۱۹	﴿ندوۃ العلما، لکھنؤ کے لیے درخواست﴾	۵۸
۲۰	﴿جواب از ندوۃ العلما، لکھنؤ﴾	۵۹
۲۱	﴿دار العلوم دیوبند جانے کا ارادہ﴾	۶۰
۲۲	﴿دار العلوم دیوبند میں داخلہ﴾	۶۱

❑	**باب سوم:** دارالعلوم دیوبند میں داخلے کے بعد	۶۳
۲۳	﴿طبیعت جما کر کام کرنا چاہیے﴾	۶۵
۲۴	﴿عزیز شاگرد کے لیے استاذ کی قیمتی نصیحتیں﴾	۶۶
۲۵	﴿علامہ اور مہتمم صاحب سے استفادہ کرو﴾	۷۰
۲۶	﴿دو طالبِ علموں میں نامہ و پیام، افادہ و استفادہ ہونا چاہیے یا نہیں؟ / دوستانہ، عالمانہ، طالبِ علمانہ مراسم کی وادیِ سرسبز و شاداب میں آؤ﴾	۷۲
۲۷	﴿مادّہ وار فقہِ اسلامی پر چند کتب﴾	۷۴
۲۸	﴿مضمون کی دوسری قسط کے لیے علمی تعاون﴾	۸۰
۲۹	﴿مسئلۂ اشرافِ نفس / اب تم خود ہی فتویٰ لکھو﴾	۸۴
۳۰	﴿جی تو چاہتا ہے کہ تمھارے لیے کوئی صورت یہاں نکلے﴾	۸۶
۳۱	﴿تمھارا خط اب تک نہیں ملا﴾	۸۹
۳۲	﴿یہ آپ کی ایک ان مِٹ یادگار ہوگی /	۸۹
۳۳	تمھارے بارے میں دل سے مجبور ہوں﴾	۹۰

۳۴	﴿منشعب کا مصنف کون ہے؟﴾	۹۴
۳۵	﴿علی گڑھ سے ہائی اسکول کا امتحان دوں گا﴾	۹۶
۳۶	﴿آپ نے یہی دو کارڈ پر سلسلہ روک دیا﴾	۹۷
۳۷	﴿خط بھی ماشاء اللہ- چشمِ بد دور- بہت عمدہ کرلیا﴾	۹۸
۳۸	﴿آج ایک ضروری کام آپ کے سپرد کررہا ہوں﴾	۱۰۱
۳۹	﴿اشرفیہ کے کتب خانے کی تبویب وتصویب﴾	۱۰۲
۴۰	﴿علامہ سے نرم مزاج دیوبند کی سرزمین پر کوئی نہیں﴾	۱۰۴
۴۱	﴿ایک ہندو ماسٹر سے انگریزی پڑھتا ہوں﴾	۱۰۶
۴۲	﴿علی گڑھ کا سفر اس وقت ملتوی کردیا﴾	۱۱۰
۴۳	﴿الحمد للہ کہ کسی نہ کسی طرح داخلہ ہوگیا﴾	۱۱۰
۴۴	﴿اب نقل کی حاجت نہیں رہی﴾	۱۱۲
۴۵	﴿مطالعہ کیا یا نہیں کیا، اس کا معیار﴾	۱۱۳
۴۶	﴿'جائزۂ تراجمِ قرآنی' کے متعلق تحقیق فرمائیں﴾	۱۱۴
۴۷	﴿معاملات کے مسائل پر خاص توجہ مبذول کرو﴾	۱۱۵
۴۸	﴿مکمل، مبسوط، ہر ہر جُزیے کی فہرست﴾	۱۱۶

۴۹	﴿فہرست مرتب کرانے کا منشا﴾	۱۱۹
۵۰	﴿’انوارِ محمود‘ کے متعلق تحقیق﴾	۱۲۱
۵۱	﴿آپ کا پہلا کارڈ عجیب ڈرامائی انداز میں ملا﴾	۱۲۲
۵۲	﴿حدیث: هُوَ الطَّهُورُ مَاؤُهُ الْحِلُّ مَيْتَتُهُ میں حِل کے معنی﴾	۱۲۵
۵۳	﴿درسیات کے مصنفین کا تفصیلی تعارف﴾	۱۲۷
۵۴	﴿تمام نصاب آنے پر کام شروع کیا جائے﴾	۱۲۹
۵۵	﴿سیلاب آیا اور گیا اور دوسرے کئی سیلاب چھوڑ گیا﴾	۱۳۱
۵۶	﴿آپ کی بیعت کا اندازہ تو اب ہوا﴾	۱۳۳
۵۷	﴿بھئی خط لکھنے میں دیر ہی کیا لگتی ہے﴾	۱۳۴
۵۸	﴿ردالمحتار پر دمشق کے ایک عالم کا حاشیہ﴾	۱۳۶
۵۹	﴿حسبِ ضرورت مکاتبت رہنی چاہیے﴾	۱۳۷

❑❖❑

کلماتِ عالیہ

حضرت اقدس مولانا مفتی احمد خانپوری دامت برکاتہم
شیخ الحدیث وسابق صدر مفتی جامعہ اسلامیہ تعلیم الدین، ڈابھیل، گجرات

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم، امابعد:

بندے کو دارالعلوم اشرفیہ، راندیر، سورت سے دورۂ حدیث کی تکمیل کے بعد مزید تعلیم کے لیے دوسالوں تک دارالعلوم دیوبند میں رہنے کی سعادت حاصل ہوئی۔ اس دوران حضرت الاستاذ مفتی سعید احمد پالن پوری نوراللہ مرقدہ وبرد مضجعہ سے مسلسل خط وکتابت کا سلسلہ جاری رہا۔ یہ مکاتیب میرے پاس حفاظت سے رکھے ہوئے تھے، چند روز قبل عزیزم مفتی ندیم احمد حفظہ اللہ (صدر الفلاح انٹرنیشنل فاؤنڈیشن) مجھ سے یہ مکاتیب لے گئے تھے، ان کا مطالعہ کرنے کے بعد انھوں نے اس کی اشاعت کا ارادہ کرلیا۔ تمام مکاتیب کی کمپیوٹر کتابت کے بعد بڑی محنت سے ان پر مفید حواشی لکھے۔ مجھ سے بھی بہت سی تفصیلات معلوم کیں۔ پھر مسودے کو صاف کر کے مجھے دکھایا تو یہ دیکھ کر قلبی مسرت ہوئی کہ انھوں نے چند اوراقِ پریشاں سے ایک خوب صورت مرقع تیار کرلیا ہے۔ ان کی نگاہ ان

مکتوبات پر نہ پڑتی تو نہ جانے کب تک یہ ایسے ہی رکھے رہتے۔ موصوف کو بزرگوں کی تحریروں سے خاص شغف ہے اوران کی ترتیب وتہذیب کا سلیقہ اور تجربہ بھی۔ اللہ تعالیٰ ان سے اپنے دین کی بیش از بیش خدمات لیتا رہے۔ ان کے لیے دل سے دعائیں نکلیں۔

ان مکاتیب میں حضرت الاستاذ کی شخصیت کا مربیانہ پہلو نمایاں ہے، اس لیے توقع ہے کہ قارئین ان سے استفادہ کریں گے۔ حضرت کی شفقتیں اور عنایتیں- جو میرے ساتھ رہیں- اللہ تعالیٰ اس کا انھیں اپنی شایانِ شان بہترین بدلہ عنایت فرمائے۔ اس کتاب کو حضرت کے لیے، میرے لیے، مؤلف کے لیے اور ناشر وقارئین سب کے لیے سرخ روئی کا ذریعہ بنائے۔ آمین یا مجیب الداعین

أملاہ

العبد احمد عفی عنہ خانپوری

۷/شعبان المعظم، ۱۴۴۵ھ

۱۸/فروری، ۲۰۲۴ء

مقدِّمہ

مفتی ندیم احمد حفظہ اللہ

الفلاح انٹرنیشنل فاؤنڈیشن

اکابر علما اور بزرگوں کے مکاتیب کی اشاعت کا سلسلہ قدیم ہے۔ ان میں عجیب جواہر پوشیدہ ہوتے ہیں۔ مکتوب نگار اور مکتوب الیہ میں جس قدر تعلقِ خاطر ہوتا ہے اسی قدر ان کی اہمیت بڑھ جاتی ہے۔ سیدی و سندی حضرت مفتی احمد خانپوری دامت برکاتہم العالیہ کا ان کے محبوب استاذ حضرت مفتی سعید احمد پالن پوری نور اللہ مرقدہ سے مثالی تعلق تھا، اسے اپنی آنکھوں سے دیکھنے والے بہت سے گواہ موجود ہیں۔ دونوں بزرگوں میں ایک عرصے تک خط و کتابت کا سلسلہ رہا، حضرت خانپوری نے یہ خطوط بڑی محبت اور اہتمام سے سنبھال کر رکھے ہوئے تھے۔ چند دنوں قبل راقم نے آپ کی خدمت میں عرض کیا کہ 'کیا آپ کے پاس فقیہ الامت حضرت مفتی محمود حسن گنگوہی نور اللہ مرقدہ کے علاوہ کسی اور بزرگ کے خطوط محفوظ ہیں؟' ارشاد ہوا: 'میں جس زمانے میں دار العلوم اشرفیہ سے دورۂ حدیث سے فارغ ہو کر مزید تعلیم کے لیے دار العلوم دیوبند میں دو سال رہا، اس

دوران میں حضرت پالن پوریؒ سے مسلسل مراسلت رہی۔ وہ خطوط میرے پاس محفوظ ہیں، آپ ڈابھیل آئیں گے تو دے دوں گا‘۔ بندہ ڈابھیل حاضر ہوا تو حضرتِ والا نے حسبِ وعدہ اصل خطوط عنایت فرمادیے۔

۱۹۶۸-۱۹۶۷ء کے ان خطوط کو دیکھ کر میں حیران رہ گیا، اول تو اس لیے کہ یہ محبت نامے ایسے سنوار کر رکھے ہوئے تھے جیسے چند ماہ و سال پہلے کی بات ہو۔ یاد رہے کہ اس وقت حضرت خانپوری دارالعلوم دیوبند میں زیرِ تعلیم تھے، مکان پر موجود نہ تھے۔ دوسرے اس لیے کہ عمر میں اپنے سے صرف پانچ سال بڑے استاذ کے ساتھ یہ معاملہ حبِ جاہ کے اس دور میں تو کم از کم نایاب ہے۔ تیسرے اس لیے کہ اس وقت کون جانتا تھا کہ گجرات کی ایک دینی درس گاہ کا یہ جواں سال استاذ ایک دن عالمِ اسلام کی مقتدر دینی درس گاہ دارالعلوم دیوبند کا صدرالمدرسین اور شیخ الحدیث بنے گا!

راقم نے ان خطوط کا مطالعہ کیا تو محسوس ہوا کہ یہ صرف احوال وکوائف پر مشتمل نہیں، بلکہ ایک عظیم استاذ اور ایک عظیم شاگرد کے افادے واستفادے کی محبت بھری داستان ہے جسے عام وشایع کرنے سے استاذ وشاگرد کے حقیقی رشتے کو استوار کرنے، علمی رجحان کو پروان چڑھانے اور معلم و متعلم کی علمی صلاحیتوں کو بہ روئے کار لانے میں مدد حاصل کی جاسکتی ہے۔ اسی جذبے کے تحت پہلے ان پوسٹ کارڈوں

کو محنت سے بڑھا گیا، پھر اسکین کیا گیا، پھر بڑے سائز میں کلر پرنٹ نکالا گیا، پھر کتابت کی گئی اور پھر ضروری حواشی لکھے گئے۔ ان مراحل سے گزارنے کے بعد انھیں حضرت خانپوری دامت برکاتہم کی خدمت میں پیش کیا گیا تو آپ نے مسرت اور قدر کا اظہار فرمایا۔ فروری ۲۰۲۴ء کے عمرے کے سفر میں جاتے اور آتے ہوئے آپ نے ان پر نظرِ ثانی فرمائی اور مفید مشوروں سے نوازا۔

ایک نیک جذبے کے تحت سہی، لیکن ایک بے مایہ طالبِ علم کی یہ تالیف وترتیب اگر کسی کی زندگی میں خوش گوار تبدیلی کا ذریعہ بن جائے تو زہے نصیب! اگر کوئی کوتاہی نظر سے گزرے تو وہ مرتب کا حصہ ہے، اسے بڑوں کی جانب منسوب کرنے سے احتراز کیا جائے۔

مکاتیب کی ترتیب میں حسبِ ذیل امور کا لحاظ رکھا گیا ہے:

(۱) مکتوب الیہ حضرت خانپوری دامت برکاتہم - باصلاحیت اور صاحبِ علم فاضل - ہیں، اس لیے بہت سی علمی باتوں میں اختصار یا اشاروں سے کام لیا گیا تھا، قارئین کی سہولت کے لیے کتاب میں ایسے مقامات پر تفصیل وتحقیق پیش کی گئی ہے۔

(۲) قرآن مجید کی کسی آیت یا حدیث کی کسی روایت کا تذکرہ آیا تو اصل آیت وروایت مع ترجمہ نقل کردی گئی ہے۔

(۳) اشخاص و اعلام کا مختصر مگر جامع تعارف حاشیے میں پیش کیا گیا ہے، تاکہ بات پوری طرح سمجھ میں آجائے۔

(۴) حسبِ ضرورت عربی/فارسی/اردو کے اشعار/جملوں/الفاظ کی تحقیق وغیرہ حاشیے میں درج کردی گئی ہے۔

(۵) پردہ داری کے لحاظ سے ایک آدھ جگہ کسی کا نام یا کوئی عبارت حذف کی گئی ہے۔

(۶) تمام مکاتیب پر مناسب عناوین قایم کیے گئے ہیں۔

(۷) قارئین کی سہولت کے لیے کتاب کو تین مختلف ابواب میں تقسیم کیا گیا ہے۔

(۸) پہلے باب میں مختلف حوالوں سے استاذ وشاگرد کے تعلقِ خاطر پر روشنی ڈالی گئی ہے۔

(۹) دوسرے باب میں 'محمود الفتاویٰ مبوب' سے ضروری تفصیلات مع چند مکتوبات نقل کیے گئے ہیں۔

(۱۰) آخری باب میں ان چھتیس مکاتیب کو پیش کیا گیا ہے جو حضرت خانپوری دامت برکاتہم نے راقم کو عنایت فرمائے تھے۔

تِلْكَ عَشَرَةٌ كَامِلَةٌ

آیئے اب ایک عظیم استاذ اور ایک عظیم شاگرد کے ان محبت ناموں سے لطف لیجیے اور عبرت حاصل کیجیے۔

اللہ تعالیٰ اس خدمت کو بے انتہا قبول فرمائے۔ آمین

العبد ندیم احمد عفی عنہ

الفلاح انٹرنیشنل فاؤنڈیشن

۸ر شعبان المعظم، ۱۴۴۵ھ، ۱۹ر فروری ۲۰۲۴ء

❑❖❑

باب اوّل

سعید واحمد کا تعلقِ خاطر

محدِّث وفقیہ سیدی وسندی حضرت مفتی احمد خانپوری دامت برکاتہم العالیہ، شیخ الحدیث وسابق صدر مفتی جامعہ اسلامیہ تعلیم الدین، ڈابھیل، محدثِ کبیر، فقیہِ بے نظیر حضرت مفتی سعید احمد پالن پوری نوراللہ مرقدہ، سابق شیخ الحدیث وصدر المدرسین دارالعلوم دیوبند کے مایہ ناز شاگرد ہیں۔ آپ نے دارالعلوم اشرفیہ، سورت، گجرات میں رہ کر حضرت پالن پوریؒ سے مختصر المعانی، ابوداود شریف اور نسائی شریف پڑھی ہیں۔ ابتدا سے انتہا تک اس عظیم استاذ اور عظیم شاگرد میں نہایت مخلصانہ ومحبانہ تعلق رہا۔ ایک حسین اتفاق دیکھیے کہ آخری دور میں حضرت پالن پوریؒ جامعہ اسلامیہ تعلیم الدین، ڈابھیل کے رکنِ شوریٰ رہے اور دارالعلوم دیوبند کے شیخ الحدیث اور حضرت خانپوری دامت برکاتہم جامعہ اسلامیہ تعلیم الدین، ڈابھیل کے شیخ الحدیث اوردارالعلوم دیوبند کے رکنِ شوریٰ۔

شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد یونس صاحب جونپوری نوراللہ مرقدہ کی وفات کے بعد ان کی حیات وخدمات کے عنوان سے ہونے والے ایک سیمینار میں حضرت خانپوری نے ارشاد فرمایا تھا:

> میں حضرت کا شاگرد نہیں ہوں، حضرت میرے اساتذہ کے طبقے سے تعلق رکھتے ہیں، اور بچپن سے ہی میرا یہ خاص مزاج

رہا کہ جو اکابر میرے اساتذہ کے طبقے سے تعلق رکھتے
ہوں- چاہے میں نے ان سے ایک حرف بھی نہ پڑھا ہو-تو بھی
میں ان کے ساتھ اساتذہ والا ادب واحترام کرتا ہوں۔

محض اساتذہ کے طبقے سے تعلق رکھنے والوں کے ساتھ جن کا یہ معاملہ ہوتو اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ وہ اپنے اساتذہ کے ساتھ کیا معاملہ کرتے ہوں گے۔

دارالعلوم دیوبند کے دوسالہ قیام میں حضرت پالن پوریؒ سے برابر ربط رہا اور وہ دارالعلوم اشرفیہ میں رہ کر آپ کو برابر یاد فرماتے رہے۔ دیوبند میں تعلیم کے دوران مکاتبت جاری رہی، بلکہ یہاں جتنے مکاتیب پیش کیے جارہے ہیں اکثر اسی زمانے کے ہیں۔ حضرت خانپوری دامت برکاتہم دیوبند میں زیرِ تعلیم تھے، اسی دوران آپ کے والدِ بزرگوار رحمۃ اللہ علیہ اس دارِفانی سے دارِ بقا کی طرف کوچ کر گئے۔ اس موقع پر حضرت پالن پوریؒ نے درجِ ذیل تعزیتی مکتوب روانہ فرمایا:

﴿تعزیتی مکتوب از حضرت پالن پوریؒ﴾

برادر عزیز

أعظم اللہ أجرک

السلام علیکم ورحمۃ اللہ

والد صاحب کے انتقال پر ملال پر خیال تھا کہ آپ مکان آئیں گے اس لیے

تعزیت نامہ مکان کے پتے پر لکھنے کا ارادہ تھا، اس خیال میں رہا کہ آپ کی آمد کی اطلاع ملے تو لکھوں، مگر کل گذشتہ حکیم احمد دیولوی جامعہ کے ختمِ بخاری میں تشریف لائے تھے، جن سے معلوم ہوا کہ آپ نہ آئیں گے، اس لیے اب دیوبند ہی کے پتے پر لکھ رہا ہوں۔

برادرم! یہ دنیا دارالارتحال ہے، ہر شخص دارالقرار کی طرف رواں دواں ہے، نہ کوئی کسی کو روک سکتا ہے، نہ جانے کے بعد واپس لاسکتا ہے۔

عرفی! اگر بگریہ میسر شدے وصال
صد سال می تواں بتمنا گریستن[۱]

اللہ پاک حی وقیوم لایزال کے لیے ہی بقا ہے، باقی بندوں کے لیے فنا امرِ تقدیری ہے، تاہم حزن ضرور ہوتا ہے اور اسی پر اللہ پاک نے صلات وانعامات کا وعدہ فرمایا ہے، امید کہ آپ نے ضرور صبر واصطبار سے اس موقع پر خوب خوب ثواب حاصل کیا ہوگا اور مجھے طبعی طور پر اس لیے زیادہ صدمہ ہوا کہ اس کی زد زیادہ آپ پر آئی کیوں کہ دوسرے بھائی بڑے ہوگئے، صرف آپ ہی بے بال وپر ہیں، لیکن یہ خیال کریں کہ والدہ محترمہ بہ قیدِ حیات ہیں تو یہ سب سے بڑی نعمت ہے اور کسی درجے میں والد ماجدؒ کی عدم موجودگی کی تلافی فرمادیں گی۔

[۱] عرفیؔ اگر رونے سے وصال میسر ہوجاتا تو وصل کی تمنا میں ہم سو سال تک روتے رہتے۔ ندیم

میں نے ایصال ثواب کیا بھی اور آیندہ بھی کروں گا، آپ کو بھی اس طرف خاص توجہ رکھنی چاہیے، کیوں کہ اموات کو احیا سے اسی کی آس رہتی ہے۔ اللھم اغفر لہ وارحمہ وسکنہ فی الجنۃ.

میں یکم نومبر کو گھر کے لیے روانہ ہو جاؤں گا۔ مدرسے کا جلسہ ۳۱/۱۰/۶۸ء کو ہے، رمضان میں گھر ہی رہوں گا، بعد رمضان ممکن ہوا تو اس طرف آؤں گا۔

میرے گھر کا پتہ یہ ہے:

سعید احمد پالن پوری، بنگلے والے، مقام: ڈبھاڈ، پوسٹ: جونی سیندھنی، وایا: کھیرالو، ضلع: مہسانہ (شمالی گجرات)

والسلام

سعید احمد عفا عنہ پالن پوری

۲۱/۰۱/۶۸ء

حضرت پالن پوریؒ آپ کے صرف استاذ نہیں، محبوب استاذ تھے۔ ان کے انتقال پر آپ کی جانب سے جو تعزیتی تحریر منظرِ عام پر آئی اس سے اس عظیم شاگرد کا اپنے عظیم استاذ سے والہانہ تعلق ظاہر ہے۔

مکمل تحریر بعینہٖ حسبِ ذیل ہے:

﴿تعزیتی تحریر از حضرت خانپوری دامت برکاتہم﴾

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

میں ڈابھیل سے احمد خانپوری عرض کر رہا ہوں!

میرے لیے بہت رنج وغم کی بات ہے کہ گذشتہ دو دنوں میں مختصر وقفے میں میرے دو مشفق اور مہربان اساتذہ-جنھوں نے ہمیشہ میرے ساتھ انتہائی شفقت ومحبت کا معاملہ کیا- داغِ مفارقت دے گئے۔ ۲۵ ر رمضان المبارک کو حضرت الاستاذ مولانا مفتی سعید احمد صاحب پالن پوری رحمہ اللہ اور ۲۶ ر رمضان کو حضرت الاستاذ مولانا یوسف صاحب بودھانیا رحمہ اللہ کا انتقال ہوگیا۔

إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ

اول الذکر سے مختصر المعانی، ابوداود شریف اور نسائی شریف اور ثانی الذکر سے فارسی اول و دوم پڑھنے کی سعادت مجھے حاصل ہوئی۔ اللہ تبارک وتعالیٰ میرے ان دونوں اساتذہ کی بھرپور مغفرت فرمائے، بال بال مغفرت فرمائے۔ اپنی رحمتوں ومغفرتوں سے اُن کو ڈھانپ لے۔ جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ اُن کی حسنات کو قبول فرماوے۔ اُن کی سیئات سے درگزر فرماوے۔ اُن کے شاگردوں اور اُن کی اولاد کو ان کے لیے صدقۂ جاریہ بنائے۔ اللہ تعالیٰ ان کے

اوپر اپنی رحمتوں کی بارش برسائے ۔ اللھم اغفر لھما، و ارحمھما، واعف عنھما، وعافھما، واکرم نزلھما- اللّٰھم نقھما من الخطایا کما ینقی الثوب الابیض من الدنس۔ اللھم ادخلھما الجنۃ واعذھما من عذاب القبر و عذاب النار۔ اللہ تعالیٰ اُن کے درجات کو بلند فرمائے۔آمین یا مجیب الداعین

میں اپنے تمام اہلِ تعلق، خاص طور پر شاگردوں سے درخواست کرتا ہوں کہ اُن کے لیے دعائے مغفرت اور مقدور بھر (جتنا آسانی سے ہو سکے) ایصالِ ثواب کا اہتمام کریں۔ اللہ تعالیٰ آپ سب کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ آمین

اب میرے صرف ایک استاذ جن سے میں نے درجۂ عربی دوم پڑھا، حیات ہیں۔ حضرت مولانا سید مصلح الدین صاحب بڑودوی دامت برکاتہم (شیخ الحدیث جامعہ تعلیم الاسلام ڈیوز بری، تبلیغی مرکز، انگلینڈ، یو کے)، دعا فرمائیں اللہ تعالیٰ اُن کے سایے کو تادیر صحت، قوت اور عافیت کے ساتھ ہمارے سروں پر قایم اور ان کے فیض کو جاری وساری رکھے۔[۱] آمین

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

املاہ: العبد احمد خانپوری عفی عنہ

۲۷/رمضان المبارک ۱۴۴۱ھ

[۱] غالباً 8 مارچ 2021ء کو حضرت موصوف بھی انتقال فرما گئے، انا للہ وانا الیہ راجعون۔ ندیم

حضرت خانپوری دامت برکاتہم کا حضرت پالن پوری نور اللہ مرقدہ سے قلبی تعلق رہا ہے، آج بھی جب آپ کے سامنے حضرت الاستاذ کا ذکرِ خیر کیا جاتا ہے تو آپ کے قلب پر اس کا اثر محسوس کیا جا سکتا ہے۔ آپ نے حضرت پالن پوریؒ کی وفات کے پانچ ماہ بعد ان کے تذکرے پر مشتمل ایک کتاب کے لیے لکھا تھا:

> حضرت الاستاذ مولانا مفتی سعید احمد صاحب نور اللہ مرقدہ کی وفات کو پانچواں مہینہ چل رہا ہے اور مضامین و مقالات اور رسائل کا سلسلہ برابر جاری و ساری ہے، بہ قول شاعر ؎
>
> مدّتوں رویا کریں گے جام و پیمانہ مجھے[۱]
>
> خود احقر کے تعلقِ خاطر کا یہ حال ہے کہ حضرت پر جو بھی تحریر چھوٹی بڑی نگاہوں کے سامنے آتی ہے، مکمل پڑھے بغیر چھوڑتا نہیں ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی شخصیت میں ایسی کشش (خصوصاً شاگردوں کے لیے) رکھی ہے کہ بے اختیار دل کھنچتا ہے۔[۲]

---

[۱] جگرؔ مرادابادی کا شعر ہے: جان کر من جملۂ خاصانِ مے خانہ مجھے + مدتوں رویا کریں گے جام و پیمانہ مجھے۔ ندیم

[۲] ذکرِ سعید، ص: 15 ندیم

﴿پانچ سال بعد چلے ہیں اور پچاس سال آگے نکل گئے﴾

حضرت پالن پوریؒ بھی اپنے اس ارشد تلمیذ کی نہایت قدر بلکہ اکرام فرماتے تھے۔ آپ جیسے محتاط عالم وفقیہ کا اپنے تلمیذ کے لیے 'حضرت مفتی احمد خانپوری زید مجدہم' لکھنا اور انھیں اپنے سے 'پچاس سال آگے' بتانا نہایت معنی خیز ہے، اس کی معنویت واہمیت وہی سمجھ سکتا ہے جو ان کے مزاج ومذاق سے کسی قدر واقفیت رکھتا ہو۔

حضرت پالن پوریؒ کے افادات جب 'تحفۃ القاری' کے نام سے طبع ہوکر شایع ہوئے تو حضرت خانپوری نے اپنے استاذ کی خدمت میں بعض ملاحظات پیش کیے تھے، حضرت پالن پوریؒ نے نہ صرف انھیں قبول کیا، بلکہ اسے کتاب میں شایع بھی فرمادیا اور تحریر فرمایا:

> درسی تقریر برجستہ ہوتی ہے، اس میں ہر بات حوالے کے ساتھ نہیں کہی جاسکتی، پھر مرتِّب جب تقریر مرتَّب کرکے لاتا ہے تو اس پر نظرِ ثانی کی جاتی ہے، مگر نظرِ ثانی بھی کما حقہ نہیں ہوسکتی، اس لیے اس میں زبان کی کم زوری بھی رہ جاتی ہے اور حوالے کی بھی۔ 'رحمۃ اللہ الواسعۃ'﴿۱﴾ کی جلد اول بھی درس کی

[۱] رحمۃ اللہ الواسعۃ شرح حجۃ اللہ البالغہ، پانچ جلدوں میں حضرت پالن پوریؒ کی وقیع تصنیف ہے۔ ندیم

تقریر ہے، چناں چہ جب وہ شایع ہوئی -نظرِ ثانی کے بعد شایع ہوئی تھی- تو اس میں زبان کی کم زوری بھی سامنے آئی اور اہلِ علم کے ملاحظات بھی موصول ہوئے، چناں چہ میں نے اس کی ازسرِ نو کتابت کرائی۔[۱] آگے کی جلدیں تصنیف ہیں، ان میں یہ صورت پیش نہیں آئی۔ اسی طرح 'تحفة الألمعی'[۲] کی شروع کی تین چار جلد میں درس کی تقریر ہیں اور 'تحفة

[۱] رحمۃ اللہ الواسعہ طبعِ جدید کے دیباچے میں حضرت پالن پوریؒ نے لکھا ہے کہ 'کناڈا کے شہر ٹورنٹو کے مضافات میں 'مس آغا' نامی بستی میں ایک بڑے عالم ہیں جن کا نام حضرت مولانا وصی مظہر صاحب ندوی ہے۔ علوم ولی اللّٰہی سے اللہ نے آپ کو حظِ وافر عطا فرمایا ہے۔ میرے کرم فرما حضرت مولانا عبد اللہ صاحب کاپودروی (سابق مہتمم دار العلوم فلاح دارین ترکیسر) نے 'رحمۃ اللہ الواسعہ' حضرت مولانا کو پہنچائی، مولانا نے دیدہ ریزی سے اس کا مطالعہ کیا اور بعض جگہ استدراک اور بعض جگہ تعبیرات بدلیں۔ جب جلد اول دوبارہ طبع ہوئی تو یہ تصویبات کتاب کے آخر میں درج کر دی گئیں، پھر حسنِ اتفاق سے کراچی (پاکستان) کے جناب مولانا محمد رفیق صاحب، مالک زمزم پبلشر نے رحمۃ اللہ الواسعہ کی اشاعت کا بیڑا اٹھایا، انھوں نے اس سلسلے میں بڑی رقم خرچ کی، تو میں نے جلد اول پر نظرِ ثانی کی اور وہ تمام تصویبات وتعدیلات کتاب میں شامل کر دیں، اب ان شاء اللہ یہ کام مکمل ہے۔ [رحمۃ اللہ الواسعۃ: 1/3] ندیم

[۲] تحفۃ الالمعی کے نام سے حضرت مفتی سعید احمد پالن پوریؒ کی آٹھ جلدوں میں ترمذی شریف کی مقبول اردو شرح ہے۔ ندیم

القاری'[۱] کی بھی شروع کی پانچ جلدیں تقریر ہیں، اس لیے ان میں بعض مسامحات ہیں، پس میں ضروری خیال کرتا ہوں کہ ان کو یہاں درج کروں، تا کہ ان کی تصحیح ہو جائے۔ اس سلسلے میں میری بڑی مدد کی ہے دو دوستوں نے - اللہ تعالیٰ دونوں کو دارین میں جزاے خیر عطا فرمائیں، ان کے علم میں برکت فرمائیں اور ان کے فیوض کو عام و تام فرمائیں (آمین)

اول: حضرت مولانا مفتی احمد صاحب خانپوری زید مجدہم ہیں، آپ جامعہ تعلیم الدین ڈابھیل کے شیخ الحدیث ہیں اور دار الافتا کے رئیس بھی، اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنی معرفت کا بھی بڑا حصہ عطا فرمایا ہے اور علم و عمل کا بھی، وہ میرے پانچ سال بعد چلے ہیں اور پچاس سال آگے نکل گئے ہیں، اللہ تعالیٰ ان کے مراتب بلند فرمائیں، انھوں نے ملاحظات بھیجے ہیں، جن کو میں آگے ذکر کروں گا۔[۲]

[۱] تحفۃ القاری کے نام سے حضرت مفتی سعید احمد پالن پوریؒ کی بارہ جلدوں میں بخاری شریف کی مقبول اردو شرح ہے۔　ندیم

[۲] تحفۃ القاری:12/368

﴿ملاحظات﴾

تحفۃ القاری (۱ر ۱۳۳) میں ایک فایدہ ہے کہ علماے کرام نے فرمایا ہے کہ قرآنِ کریم کی وحی ہمیشہ حضرت جبرئیل علیہ السلام لے کر آتے تھے...... پھر اس کو مدلل کیا ہے...... حضرت مولانا مفتی احمد خانپوری صاحب زید فضلہ نے اس پر استدراک کیا ہے، جو بعینہٖ درج ذیل ہے:

ص: ۱۳۳۔ فایدہ: (۱) علماے کرام نے فرمایا ہے کہ: قرآنِ کریم کی وحی ہمیشہ حضرت جبرئیل علیہ السلام لے کر آتے تھے، وحی کی جو پہلی صورت ہے اس طریقے پر قرآن کی وحی نہیں آتی تھی، إلخ (اس کا ماخذ کیا ہے؟) اس حدیث میں نزولِ وحی کی صورت عام بتلائی گئی ہے، کہ صلصلۃ الجرس کی طرح یہ بھی حضرت جبرئیل علیہ السلام ہی کی وساطت سے ہوتی تھی، کما فی کتاب بدأ الخلق، قال: کل ذٰک یأتی الملک أحیانا فی مثل صلصلۃ الجرس، فیفصم عنی وقد وعیت ما قال، وھو أشدہ علی، ویتمثل لی الملک أحیانا رجلا فیکلمنی، فأعی مایقول۔ [بخاری: ۱ر ۴۵۷]

علامہ عثمانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اول صورت میں فرشتہ ظاہراً

نہیں آتا تھا بلکہ قلب پر اترتا تھا اور قلب ہی میں وحی کا نزول ہوتا تھا، اور قلب ہی کی آنکھ سے آپ فرشتے کو دیکھتے تھے اور قلب ہی کے کان سے وحی کو سنتے تھے، جیسا کہ قرآنِ مجید میں ہے: {نَزَلَ بِهِ الرُّوْحُ الأَمِيْن، عَلٰى قَلْبِكَ} إلخ۔ [فضل الباری: ۱/ ۵۵۵]

قرآن کی وحی کے بہت سے واقعات احادیث میں ایسے موجود ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ قرآن کی وحی بھی پہلی صورت میں آتی تھی، واقعۂ افک میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی براء ت میں نازل شدہ آیات کے موقع پر نزولِ وحی کی جو کیفیت حدیثِ عائشہ میں ہے وہ یہی ہے، ملاحظہ ہو: فوالله ما رام رسول الله صلى الله عليه وسلم مجلسه ولا خرج أحد من أهل البيت حتى أنزل عليه، فأخذه ما كان يأخذه من البرحاء، حتى أنه ليتحدر منه من العرق مثل الجمان وهو فى يوم شات من ثقل القول الذى أنزل عليه، إلخ۔ [باب حديث الإفك]

احقر کا اپنا وجدان تو یہ ہے کہ قرآن کی وحی پہلی صورت میں

زیادہ آتی تھی، اسی کے نتیجے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم باوجود انتہائی طاقت ور ہونے کے کم زوری محسوس فرماتے تھے۔﴿۱﴾

اس کے بعد حضرت پالن پوریؒ نے اولاً مفتی عمر فاروق صاحب کی تحریر کی نقل کی اور شبہے کے مقامات پر تحقیق کرنے اور حق کی پیروی کرنے کی نصیحت کرتے ہوئے دوٹوک الفاظ میں تحریر فرمایا:

علمی خطبات، تحفۃ الالمعی مکمل اور تحفۃ القاری کی شروع کی آٹھ جلدیں تقریریں ہیں اور تقریر میں مسامحات ہوجاتے ہیں، پھر تحفۃ الالمعی کی آٹھ جلدیں اور تحفۃ القاری کی بارہ جلدیں تقریباً تین تین سال میں لکھی گئی ہیں **ایسی صورت میں تسامحات لابد ہیں، اللہ تعالیٰ مجھے معاف فرمائیں، اور بھی تسامحات ہوں گے، جہاں شبہ ہو تحقیق کریں اور حق کی پیروی کریں، میرے لکھے پر بھروسہ نہ کریں۔**﴿۲﴾

مذکورہ بالا اقتباس سے آپؒ کی دیانت داری اور اخلاص ظاہر ہے اور اس کے پڑھنے کے بعد طالبِ علم کی نظر میں آپ کا مقام اور بھی بلند ہوجاتا ہے۔ یہی

---

[۱] حیاتِ سعید، ص: 368-367، تحفۃ القاری: 12/370

[۲] حیاتِ سعید، ص: 385، تحفۃ القاری: 12/381

ہمارے اکابر کا اسوہ اور طرۂ امتیاز ہے۔

بعدہ حضرت خانپوری کی مرسلہ تحریر یہ کہہ کر شاملِ کتاب کی ہے: 'اب آگے وہ تصویبات درج کرتا ہوں جو حضرت مفتی خان پوری صاحب نے بھیجی ہیں، قارئین تصحیح کرلیں': [۱]

تحفۃ القاری، جلد اول:

(۱) ص: ۱۰۰۔ ازہر نامی ایک صحابی تھے، الخ۔ (ان کا نام زاہر تھا، شمائلِ ترمذی، باب ماجاء فی صفۃ مزاح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم)

(۲) ص: ۱۰۱۔ اس کے بعد آپ نے اُن کی لنگی پر نظر ڈالی، الخ۔ (لنگی والا واقعہ حضرت زاہر کا نہیں، بلکہ عبید بن خالد محاربیؓ کا ہے، شمائل، باب ماجاء فی إزار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم)

(۳) ص: ۱۳۱۔ یہ ابو جہل کے بھائی تھے، ان کے ایک دوسرے بھائی عمرو بن ہشام بھی ہیں، وہ بھی مسلمان ہو گئے تھے، الخ۔ (عمرو تو ابو جہل ہی کا نام تھا)

---

[۱] حیاتِ سعید، ص: 388-385، تحفۃ القاری: 383-12/381

(۴)ص: ۱۵۴۔ جیسے یہاں دونوں سند یں عبد اللہ بن المبارک پر اکٹھا ہوئیں، اس لیے ابن المبارک مدار الاسناد ہیں۔(ابن المبارک کی جگہ 'زہری' ہونا چاہیے)

(۵)ص: ۲۹۸۔نزار بن معد بن عدنان کے دولڑکے تھے: ربیعہ اور مضر، الخ۔(چار بیٹے بتلائے جاتے ہیں: مضر، ربیعہ، انمار، زید)

(۶)ص: ۳۲۹۔(آخری سطر) اور حضرت سعید کے دادا کا نام حُزن (غم) تھا، وہ صحابی ہیں، آں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا نام سہل رکھا تھا، مگر الخ (حُزن: رنج وغم، جمع: أحزان اور حَزن: سخت جگہ، اکھڑ مزاج آدمی، جمع: حزون، حضرت سعید کے دادا کا نام حَزن (بفتح الحاء) بہ معنی سخت مزاج تھا، جس کو بدل کر آں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے 'سہل' بہ معنی نرم مزاج تجویز فرمانا چاہا، جس پر وہ آمادہ نہ ہوئے۔(دیکھیے بخاری: ۲/ ۹۱۴، باب اسم الحَزن)

روایت کے آخر میں ہے: قال ابن المسیب: فما زالت الحزونة فینا بعد یعنی ہمارے خاندان میں اس کے بعد مزاج

کی سختی برابر رہی۔

(۷)ص: ۳۹۷۔ اگر کسی کو عمداً قتل کیا جائے تو اختلاف ہے:
ائمہ ثلاثہ رحمہم اللہ کے نزدیک اس سے حرم میں قصاص لیا جائے گا، اور امام اعظم رحمہ اللہ کے نزدیک حرم میں قصاص نہیں لیا جائے گا، الخ۔ (اِس مسئلے میں امام احمدؒ کا مسلک بھی امام ابوحنیفہ جیسا ہے، الأبواب والتراجم میں ہے: ولا يقتص عند أبى حنيفة وأحمد بل يضطر إلى الخروج۔ (۱-۲/۴۷۸، دار البشائر، بیروت)

(۸)ص: ۳۴۸۔ اختلاف کیا ہے؟ سند میں اختلاف ہے یا متن میں؟ معلوم نہیں، حاشیے میں لکھا ہے کہ: سفیان کی روایت جو ابنِ شہاب زہری سے مروی ہے، وہ کسی کتاب میں موجود نہیں، الخ۔ (یہ روایت كتاب التوحيد، باب: قول النبى صلى الله عليه وسلم: رجل آتاه الله القرآن، الخ۔ (بخاری، ہندی نسخہ: ۲/ ۱۱۲۳) پر زهری، عن سالم، عن أبيه موجود ہے)

(۹)ص: ۴۱۸۔ پس اغلب یہ ہے کہ آپ ۹/ ہجری میں

مسلمان ہوئے، الخ۔ (اِسی باب میں حافظ نے 'فتح الباری' میں علامہ بغویؒ اور ابن حبانؒ کا حضرت جریرؓ کے رمضان ۱۰ھ ہجری میں اسلام لانے کا قول نقل فرما کر اس کو بخاری کی حجۃ الوداع کی روایت سے مؤید کیا ہے، دیکھیے: باب: الإنصات للعلماء، فتح الباری، إحیاء التراث، بیروت، ۱/۱۷۵)

(۱۰) ص: ۴۳۳۔ قدم آدم (قدِ آدم)

(۱۱) ص: ۴۳۷۔ سطر ۱۶: جب وہ پانی دیکھے (جب وہ خواب دیکھے)

(۱۲) ص: ۴۵۵۔ اے اللہ! ہمیں شیطان سے بچا اور شیطان کو ہم سے بچا، اور اس اولاد سے بچا، الخ۔ (اے اللہ! ہمیں شیطان سے بچا اور شیطان کو اس اولاد سے بچا، الخ)

(۱۳) ص: ۴۷۷۔ مگر اس حدیث سے یہ استدلال کم زور ہے، کیوں کہ یہ روایت مسند احمد میں بھی ہے، اس میں ہے: ائتنی بحجر کوئی پتھر لاؤ۔ (مسند احمد: ۱/۴۵۰) الخ۔ (اِس کا جواب حضرت شاہ صاحبؒ نے یہ دیا ہے کہ: یہاں پر صیغۂ امر اِبقائے حال کے لیے ہے، کما قول سعد لابنہ

قیس (انحر) غزوۂ سیف البحر کا واقعہ)

(۱۴) ص: ۴۵۸۔ اور غندر کے الفاظ ہیں: إذا دخل الخلاء (دخل کے بہ جائے أتیٰ ہونا چاہیے)

(۱۵) ص: ۵۱۸۔ تشریح: (۱) اس حدیث کے راویوں میں تھوڑا الجھاؤ ہے، حاشیے میں بھی الجھاؤ ہے...... اور سائل ہیں: عمرو بن عمارہ، جو یحییٰ کے بھائی، الخ۔ (سائل عمرو بن ابی حسن ہیں، اس کے بعد والے باب یعنی باب: غسل الرجلین إلی الکعبین۔ (حدیث: ۱۸۶) حدثنا موسیٰ، قال ناوھیب، عن عمرو، عن أبیه، شھدت عمرو بن أبی حسن، سأل عبد اللہ بن زید میں تصریح ہے، اسی طرح باب: مسح الرأس مرۃ (حدیث: ۱۹۲) اور باب: الوضوء من التور (حدیث: ۱۹۹) ابوحسن کے دو لڑکے: (۱) عمارہ (۲) عمرو، پھر عمارہ کے لڑکے یحییٰ اور ان کے بیٹے عمرو ہیں۔ عمرو بن یحییٰ اپنے ابّا: یحییٰ سے نقل کرتے ہیں کہ: میرے چچا یعنی عمرو بن ابی حسن وضو کے دل دادہ تھے، تو انھوں نے عبداللہ بن زید سے پوچھا، کما فی حدیث: ۱۹۹)

(۱۶) ص: ۵۲۰۔ تشریح: صحیح عمرو بن عمارہ بن ابی حسن الخ (اوپر (۱۵) والے قرائن کی بنا پر اب اس کی ضرورت نہیں)

(۱۷) ص: ۵۸۱۔ جواب: یہ استدلال بہ ایں وجہ صحیح نہیں کہ نماز جاری تھی، اس کی کوئی دلیل نہیں، نماز تو ٹوٹ گئی تھی، الخ (یہ جواب درست نہیں، اس لیے کہ یہ روایت باب: المرأة تطرح عن المصلی شیئا من الأذی (حدیث: ۵۲۰) میں ہے، اس کے الفاظ ہیں: فلما قضیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم الصلاة قال، **معلوم ہوا نماز جاری تھی**)

(۱۸) ص: ۵۸۲۔ ایک بڑے محدث گزرے ہیں حماد بن سلمہ، انھوں نے اس حدیث پر اعتراض کیا ہے، الخ (اعتراض کرنے والے یحییٰ بن سعید القطان ہیں، فتح الباری)

(۱۹) ص: ۵۸۳۔ حضرت الاستاذؒ نے مقصدِ ترجمہ یہ بیان فرمایا تھا، الخ (وضو میں بہ وقتِ ضرورت استعانت جائز ہونے کا مسئلہ پہلے آچکا ہے، یہاں استعانت فی ازالۃ النجاسات ہونا چاہیے) اھ۔

درسی تقریر اور تصنیف کا یہ فرق حضرت خانپوری نے بھی ملحوظ رکھا ہے اسی

لیے طلبا کو نصیحت کرتے ہوئے نیز بخاری شریف کی اردو شروحات کا تذکرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

ماضی قریب میں بھی اردو میں کافی کتابیں آئی ہیں، جن میں سے ایک ہمارے استاذ حضرت مولانا مفتی سعید احمد صاحبؒ کی 'تحفۃ القاری' ہے، جس میں شروع میں تو درسی تقریر کا انداز ہے، بعد میں تالیف کا انداز ہے، یہ شرح بارہ جلدوں میں ہے، اصل میں تو درسی تقریر ضبط کی گئی، بعد میں اس کو کاغذ پر منتقل کیا گیا۔ دیکھو! مستقل تالیف اور درسی تقریر میں بڑا فرق ہوتا ہے، 'تحفۃ القاری' کی شروع کی پانچ جلدوں میں درسی تقریر کا انداز ہے؛ اب دیکھیے! ضبط کرنے والا ضبط کر کے استاد کے سامنے پیش کرے گا تو استاد اُس کی نوک پلک تو درست کرے گا، لیکن پوری تقریر کو کہاں ردّ و بدل کرے گا! وہ تو اُسی طرح باقی رہے گی، تو شروع کی پانچ جلدوں کا یہی حال ہے، لیکن اس کے بعد کی جو جلدیں ہیں، ان کو حضرت مفتی صاحب نے بہ حیثیت تالیف و تصنیف مرتب کیا ہے، اس لیے اگر آپ اس کا انداز دیکھیں گے تو شروع کی جلدوں سے الگ نظر

آئے گا۔﴿۱﴾

﴿’تحفۃ القاری‘ حضرت خانپوری کی نظر میں﴾

اوپر ذکر کیے گئے ملاحظات یا چند تسامحات سے کوئی کج فہم کوئی غلط نتیجہ نہ نکالے، اس شرح میں بہت سی خصوصیات ایسی ہیں جو اس کا خاصّہ ہیں۔ حضرت خانپوری دامت برکاتہم اپنے طلبا کے سامنے انھیں واضح کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں:

﴿پہلی خصوصیت﴾

اِس شرح کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ حضرت نے بخاری شریف کی تمام حدیثوں کا ترجمہ بہت اہتمام کے ساتھ کیا ہے۔ ایک بات یاد رہے کہ ایک اہلِ حدیث عالم گزرے ہیں مولانا وحید الزماں حیدرآبادیؒ۔ ایک مولانا وحید الزماں تو دار العلوم دیوبند کے اساتذہ میں گزرے ہیں، جو ہمارے بھی استاد ہیں، وہ کیرانہ کے رہنے والے تھے۔ یہ حیدرآبادی تھے اور اُن سے پہلے کے ہیں، انھوں نے کتبِ ستہ کا اردو میں ترجمہ کیا ہے، اُس کے بعد سے جہاں بھی اِن کتابوں کا اردو ترجمہ شایع ہوتا ہے، وہ مولانا وحید الزماں صاحب ہی کا ہوتا ہے۔

[۱] مقدمہ درسِ بخاری، ص:239-238

حضرت مفتی صاحبؒ نے خود مجھ سے کہا کہ حکیم سعد رشید صاحب اجمیریؒ -(حکیم شارق اجمیری کے والد) جو حضرت شیخ ؒ کے خلیفہ بھی تھے -بڑے صاحبِ استعداد اور اہلِ دِل بھی تھے، علما کے بڑے قدردان تھے، مطبّ لے کر بیٹھتے تھے، تو عام آدمی یہی سمجھتا تھا کہ ایسے ہی ہوں گے، حالاں کہ بڑے صاحبِ استعداد تھے، ان کے حضرت مفتی صاحبؒ کے ساتھ بڑے اچھے مراسم وتعلقات تھے، تو کہا کہ -انھوں نے مجھے اِس بات کی طرف متوجہ کیا کہ بخاری کی اردو شروح میں سے بہت سی شرحوں میں حدیث کا ترجمہ خود مصنف کا کیا ہوا نہیں ہے، جیسے علّامہ عثمانیؒ کی درسی تقریر 'فضل الباری'، ویسے تو 'التیمم ضربۃٌ' تک ہے، کتاب التیمّم بھی پورا نہیں ہے، اُس میں بھی احادیث کا ترجمہ علّامہ عثمانیؒ کا کیا ہوا نہیں، بلکہ وہی مولانا وحید الزماں صاحبؒ ہی کا ہے۔آج آپ کتبِ ستہ کی شروحات میں جہاں بھی حدیثوں کا ترجمہ دیکھیں گے تو تقریباً وہ اُنھی کا کیا ہوا ہوتا ہے، وہی چلتا آرہا ہے۔ ہمارے اکابر کی بھی اردو شروحات میں تقریباً اُنھی کا ترجمہ لے کر طبع کیا جاتا ہے۔تو حضرت حکیم صاحبؒ نے حضرت مفتی صاحبؒ کو کہا تھا کہ آپ یہ کام کرلیں کہ اِن کتبِ ستہ کو اردو جامہ پہنائیں! یہ بات خود حضرت مفتی صاحبؒ نے مجھ سے فرمائی تھی۔سب کتابوں کے ساتھ تو یہ نہیں کرسکے، لیکن بخاری اور ترمذی کی جو اردو شرحیں حضرت نے شایع فرمائی ہیں اُن

میں بڑے اہتمام وتوجّہ کے ساتھ خود ترجمہ کیا ہے۔ بخاری شریف کا از اوّل تا آخر ہمارے اکابر کا کیا ہوا ترجمہ کہیں نہیں ملے گا، لیکن حضرت مفتی صاحبؒ نے یہ کام کیا ہے۔ اسی طرح ترمذی شریف کا بھی از اوّل تا آخر ترجمہ کیا ہے؛ اِس کی ایک بڑی خصوصیت یہ ہے کہ حضرت نے کوئی حدیث ایسی نہیں چھوڑی جس کا ترجمہ نہ کیا ہو، البتہ اگر وہ حدیث ہو بہ ہو مکرّر آئی ہو تو وہاں ترجمہ کرنے کے بجائے حوالہ دے دیا ہے کہ اِس کا ترجمہ فلاں جگہ گزر چکا، وہاں دیکھ لو۔

﴿دوسری خصوصیت﴾

حضرت مفتی صاحبؒ نے حضرت علّامہ ابراہیم بلیاویؒ کی خاص خدمت کی ہے، علّامہ بلیاوی دار العلوم دیوبند کے صدر المدرّسین تھے اور حضرت نانوتویؒ کے شاگرد تھے،﴿۱﴾ اور اُن کے یہاں جب درس ہوتا تھا تو لمبی چوڑی تقریر نہیں بلکہ ایک خاص انداز میں 'مولوی صاحب!' فرما کر ایک آدھ لفظ کہہ دیتے تھے، لیکن وہ ایک لفظ بھی ایسا ہوتا کہ اُس سے سارے اشکالات دور ہو جاتے

[۱] حضرت علامہ ابراہیم بلیاویؒ شیخ الہند حضرت مولانا محمود حسن دیوبندیؒ کے شاگرد ہیں۔ حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ کی وفات 1297ھ میں ہو چکی تھی، اور حضرت علامہ کی ولادت 1304 یا 1305ھ میں ہوئی۔ 1327ھ میں دار العلوم دیوبند میں دورۂ حدیث سے فارغ ہوئے۔ [دیکھیے: تذکرہ حضرت علامہ ابراہیم صاحب بلیاوی] ندیم

تھے۔ بعد میں اگر کوئی اشکال کرتا تو فرماتے کہ تم نے اگر میری اس بات پر غور کیا ہوتا تو یہ اشکال نہ ہوتا۔ خیر! تو حضرت مفتی صاحب حضرت علّامہ کی خدمت میں رہے ہیں اور حضرت علّامہ کو بھی حضرت مفتی صاحب کے ساتھ خاص تعلق تھا، تو حضرت علّامہ کے افادات کو بھی حضرت مفتی صاحب نے بخاری وترمذی کی تقریر میں جا بہ جا ذکر کیا ہے، یہ چیز کسی دوسرے کی تالیف میں آپ کو نہیں ملے گی۔

﴿تیسری خصوصیت﴾

بخاری میں بہت سے مقامات ایسے ہیں جو شرّاح کے لیے بھی دردِ سَر بنے ہوئے ہیں، مثلاً کسی حدیث کی ترجمۃ الباب سے بہ ظاہر تو کوئی مناسبت معلوم نہیں ہوتی لیکن امام بخاریؒ نے جب ذکر کیا ہے تو کوئی نہ کوئی مناسبت تو ہوگی ہی! اب ایسی صورت میں ظاہر ہے کہ 'جتنے منہ اُتنی باتیں' ہر ایک آدمی الگ مطلب بیان کر رہا ہے۔ آپ بخاری شریف کی شرحیں دیکھیں گے تو آپ کو اندازہ ہوگا، یہ اِسی لیے کہ امام بخاریؒ نے حدیث کو ذکر تو کیا ہے لیکن اُس کو ترجمۃ الباب کے ساتھ کیا مطابقت ہے؟ اس کو سمجھنا بڑا مشکل ہو گیا ہے، ایسے مقامات بہت سے ہیں جہاں شرّاح نے اپنے اپنے اعتبار سے وضاحتیں ذکر کی ہیں، لیکن دورانِ درس مِیں مَیں نے محسوس کیا کہ جو وضاحت حضرت مفتی صاحبؒ نے کی وہ ایسی لاجواب ہے کہ دِل کو اطمینان وتسلّی ہو جاتی ہے اور کوئی اشکال باقی نہیں رہتا، ایسے مقامات پر

جب آپ دیگر شروح اور حضرت مفتی صاحبؒ کی شرح کو دیکھیں گے، تب آپ کو اندازہ ہوگا۔ حضرت کا ایک مزاج یہ بھی رہا ہے کہ وہ ازخود غور وفکر کرنے کے عادی تھے تو بعض جگہوں پر ایسے مطالب بیان کیے ہیں کہ پڑھنے والا عش عش کر اُٹھتا ہے، یہ بھی اِس شرح کی ایک خصوصیت ہے۔

﴿چوتھی خصوصیت﴾

حضرتؒ نے پوری بخاری شریف کو حل کر کے رکھ دیا ہے، بخاری شریف کا کوئی بھی مقام اگر آپ کی سمجھ میں نہ آیا ہو اور اُن کی شرح میں آپ دیکھ لیں گے تو آپ کو اطمینان ہو جائے گا، ایسی گارنٹی میں کسی دوسری شرح کے متعلق نہیں دے سکتا۔

﴿پانچویں خصوصیت﴾

یہ شرح مکمّل ہے، دوسرے اکابر کی شروحات مکمّل نہیں ہیں، اور چوں کہ اس میں نفسِ کتاب کو حل کرنے کا بڑا اہتمام کیا گیا ہے اس لیے اگر میرے شاگردوں میں سے کوئی مجھ سے پوچھتا ہے تو میں اُس کو مشورہ دیتا ہوں کہ تم دیگر شروح کو تو دیکھنے کا اہتمام کرو اور اگر کہیں کوئی بات سمجھ میں نہ آئے تو اِس کو دیکھ لو، مسئلہ حل ہو جائے گا۔ اگر آپ کے پاس وقت بھی ہو، فرصت بھی ہو، تو فتح الباری اور عمدة القاری کو ضرور دیکھو، لیکن اگر وقت اور فرصت نہیں ہے تو آپ کے لیے پڑھانے کے واسطے ’تحفة القاری‘ ہے۔ میں تو عموماً اِسی کو دیکھتا ہوں، چوں کہ اب بڑی بڑی کتابیں

دیکھنے کا میرے پاس وقت نہیں ہے، اور 'تحفۃ القاری' کی پہلی جلد میں پاکستان کے کسی شیخ الحدیث صاحب کا خط حضرتؒ کے نام ہے اس میں حضرت مفتی صاحبؒ کو انھوں نے لکھا ہے کہ جب سے آپ کی یہ دونوں شرحیں؛ 'تحفۃ القاری' اور 'تحفۃ الالمعی' آئی ہیں، تب سے سب بڑی بڑی شرحیں الماریوں کی زینت ہوگئیں، یعنی گویا اب اُن کو کوئی دیکھتا نہیں ہے، سب لوگ اِسی کو دیکھتے ہیں۔

خود حضرت مفتی صاحبؒ نے مجھ سے ایک بات ارشاد فرمائی تھی کہ زامبیا میں میری ڈاکٹر عبدالرزّاق اسکندر صاحبؒ سے ملاقات ہوئی تھی جو بنوری ٹاؤن کے مہتمم بھی تھے، بخاری اور ترمذی بھی پڑھاتے تھے، تو ڈاکٹر صاحب فرماتے تھے کہ میں صرف 'تحفۃ الالمعی' دیکھ کر ترمذی پڑھاتا ہوں اور کوئی شرح نہیں دیکھتا۔ اب وہ اِتنے بڑے آدمی ہیں اور ایسا بھی نہیں ہے کہ خود نہیں دیکھ سکتے، لیکن چوں کہ اُس میں سب کا خلاصہ موجود ہے، اس لیے اگر آدمی کے پاس وقت نہ ہو تو وہی کافی ہوجاتی ہے۔ لیکن آپ کو تو اللہ تعالیٰ نے وقت بھی دیا ہے، صحت بھی دی ہے، اس لیے میں آپ کو یہ نہیں کہتا کہ آپ بھی ایسا ہی کیجیے، آپ تو فتح الباری اور عینی کا مطالعہ کیجیے، ہاں! میرے جیسا کوئی بوڑھا ہوگیا ہو تو وہ اگر اِس پر اکتفا کرنا چاہے تو کرسکتا ہے، آپ سے بھی اگر کوئی مقام حل نہ ہو رہا ہو اور آپ اِس کو دیکھیں گے تو وہ حل ہوجائے گا، اِس شرح کی ایک بڑی خوبی میں نے یہ دیکھی ہے۔[۱]

[۱] مقدمہ درسِ بخاری، ص: 238-244

باب دوم

دارالعلوم دیوبند میں داخلے سے قبل

دارالعلوم اشرفیہ میں درسِ نظامی سے فراغت کے بعد حضرت خانپوری دامت برکاتہم نے اپنے محبوب استاذ حضرت پالن پوری نوراللہ مرقدہ سے عربی ادب پڑھنے کے متعلق مشورہ کیا تھا، ارشاد ہوا کہ حضرت مولانا عبداللہ کاپودروی صاحبؒ سے رابطہ کرکے دارالعلوم ندوۃ العلما، لکھنؤ درخواست بھیجو۔ وہ اُس وقت 'فلاحِ دارین، ترکیسر' کے فعّال مہتمم تھے اور عربی ادب میں ان کا ذوق بلند تھا۔ ندوہ سے ان کے روابط تھے، اس لیے حضرت پالن پوریؒ نے ان سے رجوع کا مشورہ دیا۔ حضرت خانپوری نے شوال کی تعطیل میں ترکیسر حاضر ہوکر ندوہ جانے اور امتحان کی تیاری کے سلسلے میں مولانا موصوف کو خط لکھا، اس کا حسبِ ذیل جواب آیا:

﴿مکتوب از حضرت مولانا عبداللہ صاحب کاپودرویؒ﴾

عزیزم مولوی احمد صاحب!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بعد سلام! میں کل شام ترکیسر پہنچا تو آپ کا مکتوب بھی ملا، سورت کے عالمی اجتماع کے بعد آپ تشریف لائیں گے تو ان شاءاللہ رسائل ومجلّات بتلاؤں گا۔ حضرت مولانا سعید احمد پالن پوری مدظلہ کا گرامی نامہ میرے پاس نہیں آیا، مگر آپ بلا تکلف رسائل حاصل کرلیں اور حتی الامکان فایدہ اٹھانے کی کوشش کریں۔

مجھے آپ کے اس شغف اور ذوق سے خوشی ہوئی، اللہ تعالیٰ آپ کو علم وعمل میں ترقی نصیب فرماوے اور دین کی خدمت کے لیے قبول فرمائے، میرے لیے بھی دعا فرماتے رہنا۔

والسلام

اخوکم فی الدین: عبداللہ غفرلہ

۱۹/شعبان ۱۳۸۶ھ، ۳/دسمبر ۱۹۶۶ء

ایّامِ تعطیل میں حضرت پالن پوریؒ سے برابر ربط رہا اور آپ خطوط کے ذریعے ندوہ جانے کے سلسلے میں مسلسل رہنمائی حاصل کرتے رہے اور حضرت پالن پوریؒ مشفقانہ جوابات سے نوازتے رہے۔ یہاں ان میں سے چار مکتوب نقل کیے جاتے ہیں، ان مکاتیب میں پدرانہ شفقت اور مربیانہ عنایت عیاں ہے۔

﴿تم کو جوابی خط لکھنے کی حاجت نہیں﴾

مکتوب [۱]

برادر عزیز سلمہ

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ

تمھارا مرسلہ کارڈ ملا، تم کو جوابی خط لکھنے کی حاجت نہیں ہے، نفسِ خط ہی لکھ دیا کرو۔ تمھارا بخار وغیرہ خدا کرے ختم ہو گئے ہوں، سردی سے احتراز کرنا چاہیے،

میں فی الحال گھر پر ہی ہوں اور غالباً رمضان بھی یہیں گزرے۔ یہاں پہنچ کر عجیب کسلان کا دور دورہ رہا، دو چار کے علاوہ کسی کو خط نہیں لکھ سکا، آج ہی مولانا عبداللہ صاحب کو لکھتا ہوں۔ سورت کے اجتماع میں لوگ کثرت سے شرکت کے لیے روانہ ہوئے ہیں، ہم ہی ایک کورِ باطن اس روح پرور اجتماع سے محروم رہے۔ تاہم زیادہ افسوس بھی نہیں؛ کیوں کہ وہاں صرف نام لکھانے کی تقاریر ہوں گی، غالباً تم نے شرکت کی ہوگی، اگر تفصیلی رپورٹ لکھ سکو تو اچھا رہے۔ والد صاحب بھی شرکت کے لیے تشریف لے گئے ہیں۔ جمبوسر کے احوال کیا ہیں اگر ہو سکے تو لکھو۔

تم کو بہ نام ناظم ندوۃ العلما، دارالعلوم، لکھنؤ ایک خط لکھنا چاہیے، جس میں اپنی تعلیم کا مختصر حال لکھ کر معلومات حاصل کرنا چاہیے کہ درجۂ تخصص میں میرا داخلہ ہو سکے گا؟ اور کب تک آنا چاہیے؟ اگر اصول وضوابط چھپے ہوئے ہوں تو منگوانا چاہیے، مولوی عبداللہ صاحب سے بھی اس سلسلے میں معلومات حاصل ہو سکتی ہیں۔ بہ ہر حال تم کو یہ کام جلد کرنا چاہیے۔

میں بہ خیر ہوں، والد صاحب سے سلام کہو، بھائی سے بھی، اور کوئی شناسا پرسانِ حال ہو تو اس سے بھی۔

والسلام

مولوی ابراہیم صاحب آچھودی کہاں ہیں؟ معلوم ہو سکے تو لکھو۔

سعید احمد عفا اللہ عنہ

۴/ ۱۲/ ٦٦ء

﴿میں فراغت کا سرٹیفکٹ لے کر ارسال کر دوں گا﴾

مکتوب[۲]

برادر عزیز سلمہ

سلام مسنون

تمھارا ارسال کردہ لفافہ ملا، کاشفِ احوال ہوا۔ مولوی عبداللہ صاحب پر میں نے یہی لکھا تھا؛ لیکن اب تو مدتِ خواندگی بھی ختم ہو چکی ہے، اس کے رسل ورسائل کتب وغیرہ نہ لائے ہوں تو اس مشورے کو سرے سے نکال دو، قرآن وغیرہ کتبِ موجودہ میں گزر اوقات کرو۔

(۱) ندوہ میں اولاً تو سند پیش کرنا نہیں ہوگا، بلکہ حسبِ دستورِ مدارسِ عربیہ داخلۂ امتحان ہوگا، تاہم اگر اس کی نوبت بھی آئی تو اس وقت اس مسئلے سے نمٹا جائے گا، تم لکھنؤ سے میرے نام تار دے دینا میں فراغت کا سرٹیفکٹ لے کر ارسال کر دوں گا، اور موجودہ سند وہاں پیش کرنا ہوگا تو کافی ہو جائے گا، بہ ہر حال اس الجھن میں فی الحال نہ الجھو۔ اہلِ دفتر کی ذہنیت کی غمازی اس سے خوب ہوگی،

خدا ان کو سمجھے۔

(۲) ایک شریکِ جلسہ نے ڈیڑھ لاکھ کا اندازہ لگایا تھا، اس طور پر کہ کل ۸۵؍صفیں تھیں، اور فی صف پندرہ سو آدمی تھے، پھر بھی کافی لوگ باہر تھے۔

(۳) میں فی الحال بہ خیر ہوں، قرآنِ عزیز وغیرہ مشاغل میں گزر اوقات کرتا ہوں۔

(۴) تم کو لکھنؤ جلد پہنچنے کی سعی کرنا چاہیے، والد صاحب کے حج کے سفر سے پہلے بھی جانا ہو تو تاخیر نہ کرنا چاہیے، والد صاحب کب تشریف لے جائیں گے؟ تاریخ متعین ہوئی یا نہیں؟

بھائی وغیرہ سے، والد صاحب سے، سلام اور احبابِ پرسانِ احوال سے بھی۔

والسلام

سعید احمد پالن پوری

۲۱؍۱۲؍۶۶ء

﴿تھوڑی سی سعی سے درجۂ ثانی مل جائے گا﴾

مکتوب [۳]

برادرِ عزیز سلمکم اللہ

سلام مسنون

۲۱ ؍ رمضان کا مکتوب کارڈ پہنچا، اگر تخصصِ عربی، درجہ اول کی وہ نوعیت ہے جو آپ نے لکھی ہے تو پھر تھوڑی سی سعی سے درجۂ ثانی مل جائے گا، اور وہی آپ کے لیے مناسب رہے گا۔

وہاں پہنچ کر رابع صاحب﴿۱﴾ اور علی میاں صاحب﴿۲﴾ سے اولاً ملاقات

[۱] حضرت مولانا علی میاںؒ کے بھانجے اور جانشین، حضرت مولانا سید رابع حسنی ندویؒ کی ولادت تکیہ کلاں، رائے بریلی، میں 1929ء میں ہوئی۔ 1948ء میں آپ نے دارالعلوم ندوۃ العلما، لکھنؤ سے عالمیت کی تکمیل کی اور اسی سال عربی ادب کے استاذ مقرر کیے گئے۔ 1955ء میں صدر شعبۂ عربی ادب اور 1993ء میں مہتمم بنائے گئے۔ 2000ء میں ندوے کے ناظم مقرر ہوئے اور تا دمِ حیات اس عہدے پر فائز رہے۔ 2002ء میں انھیں قاضی مجاہد الاسلام قاسمیؒ کی وفات کے بعد مسلم پرسنل لا بورڈ کا صدر منتخب کیا گیا۔ آپ کی بڑی علمی، دینی، ادبی خدمات ہیں۔ 13 اپریل 2023ء کو وفات پائی، انا للہ و انا الیہ راجعون۔ ندیم

[۲] حضرت مولانا سید ابو الحسن علی حسنی ندویؒ 1913ء میں تکیہ کلاں، رائے بریلی میں پیدا ہوئے۔ 1961ء میں ندوۃ العلما، لکھنؤ کے ناظم بنائے گئے۔ 1980ء میں آپ کی علمی و دینی خدمات کے اعتراف میں سعودی عرب کی جانب سے شاہ فیصل ایوارڈ دیا گیا۔ حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب قاسمیؒ کی وفات کے بعد 1983ء میں آپ کو آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کا صدر منتخب کیا گیا۔ آپ سے بڑی علمی، دینی، ادبی، تاریخی خدمات یادگار رہیں۔ 31 دسمبر 1999ء کو اپنے آبائی وطن میں اس جہانِ فانی سے رحلت فرمائی، انا للہ وانا الیہ راجعون۔ [دیکھیے: مولانا سید ابو الحسن علی ندوی: عہد ساز شخصیت از مولانا سید محمد رابع حسنی ندویؒ] ندیم

کیجیے اور تمام تفصیلی حالات راندیر کے پتے پر ارقام کیجیے، میں غالباً ۱۰ ؍ شوال تک راندیر پہنچ جاؤں گا۔ والدین اور بھائی صاحبان سے سلام مسنون۔

سعید احمد عفا اللہ عنہ

۲۸ ؍ رمضان

﴿دوسرے سال میں داخلہ لے لو﴾

مکتوب [۴]

برادرِ عزیز سلمہ

سلام مسنون

تمھارا ۴ ؍ رمضان کا مرسلہ کارڈ و نصابِ تعلیم آج ۱۴ ؍ رمضان کو دس یوم کے بعد پہنچا۔ خیر غنیمت کہ پہنچ گیا۔ میرے نزدیک مناسب تمھارے لیے 'الإختصاص فی الأدب العربی' کی تجویز ہے، لیکن کاش ایسا ہوتا کہ تم سنۃ اولی کے نصاب کا مطالعہ ازخود کر لیتے اور بقیہ دو سال کے لیے داخل ہوتے، مگر مطالعے کی صورت کیا ہوگی، وطن میں تمھیں کتابیں دست یاب نہ ہوں گی، نہ کوئی آدمی ملے گا جو بتلا سکے، البتہ یہ صورت ہے کہ عید کے فوراً بعد وہاں لکھنؤ جا کر پہلے سال کے نصاب کا مطالعہ اچٹتا ہی سہی، کر لو، اور اس کا داخلۂ امتحان دے کر دوسرے سال میں داخلہ لے لو، اور اگر یہ ممکن نہ ہو تو پھر تین سال ہی رہ کر تخصص فی الادب

مکمل کرلو۔

غالباً صحیح (۳۰) ہے، کیوں کہ ۱۹۸۵ء کا دستور مطبوعہ ہے، روپے کی قیمت گھٹنے پر یہاں یہی (۱۵) اضافہ ہوکر (۳۰) ہوگیا ہے، اس لیے ان کو تصحیح کرنا پڑی ہے۔

جمبوسر والوں کا ایک کارڈ ملا تھا، جواب نہ لکھا ہے نہ فرصت ہے، ملاقات ہو تو سلام و دعا کہو۔ دستور ارسال ہے: والد صاحب یا بھائی صاحب کو سرپرست لکھا نا چاہیے۔ ۷ ؍شوال تک جدید طلبا کو حاضر ہوجانا چاہیے، اس لیے تم کو ۵ ؍شوال سے چلے جانا چاہیے، اور غالباً رمضان بعد ملاقات نہ ہو، ہاں وہ لنگڑی سند ضرور لے جانا چاہیے، دستور میں جو سامان لکھا ہے، وہ ضرور ہونا چاہیے۔

والسلام

سعید احمد

جب حضرت خانپوری نے ندوہ درخواست بھیجی تو وہاں سے جواب آیا کہ فراغت کی تصدیق ضروری ہے، لہٰذا برائے تصدیق شیخ محمد رضا اجمیریؒ[۱] کی خدمت میں

---

[۱] حضرت مولانا محمد رضا بن عبداللہ اجمیریؒ کا وطنِ مالوف پشاور ہے، پانچ سالوں تک اجمیر میں رہ کر 1942ء میں دورۂ حدیث سے فراغت حاصل کی، اس لیے اجمیری کہے جانے لگے۔ 1945ء میں دارالعلوم اشرفیہ، راندیر، سورت میں تشریف لائے اور تادمِ حیات یہیں رہے۔ صحیحین اور جلالین وغیرہ کے مسلم الثبوت استاذ تھے۔ 1994ء میں وفات پائی، انا للہ وانا الیہ راجعون۔ [دیکھیے: تذکرۃ الرضا] ندیم

درجِ ذیل عریضہ لکھا:

﴿عریضہ از حضرت خانپوری﴾

ذوالمجد والکرم، جامع الکمالات والشیم، حضرت مولانا صاحب

من اللہ علینا بطول بقاء کم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بعد سلام مسنون!

عرض ایں کہ میں بہ خیر ہوں اور آپ کی خیر وعافیت کا بہ بارگاہِ الٰہی ہر دم خواہاں!

دیگر میں نے ندوہ (لکھنؤ) اپنے داخلے کے لیے ایک خط لکھا تھا تو وہاں سے جواب آیا کہ تم ایک درخواست لکھ کر بھیج دو، جس میں مدرسہ اشرفیہ کے صدر مدرس یا مہتمم کی جانب سے میری فراغت کی تصدیق ہو، اس لیے ساتھ کی درخواست لکھ کر آپ کی خدمت میں ارسال کی ہے کہ آپ اس پر تصدیق کر دیں۔ اس میں یہ بھی لکھا ہے کہ اگر میری طرح اور چار پانچ درخواستیں آ گئیں تو ہی وہ لوگ درجۂ مذکورہ (درجۂ تخصص) کھولیں گے تا کہ اگر ابھی سے پانچ چھے ہوں تو درجہ ختم ہونے تک کم از کم چار طلبہ باقی رہیں، ورنہ ایک دو پر درجہ ممکن نہیں اور اس صورت میں وہ لوگ مجھے نفی میں جواب لکھ دیں گے۔ تو آپ سے عرض ہے کہ آپ بتلائیں کہ اس صورت میں کون سی راہ اختیار کروں، مجھے بہ ہر صورت اپنی تعلیم آگے بڑھانا ہے، امید ہے

کہ آپ میری رہنمائی فرما کر مجھے ممنون فرمائیں گے۔تصدیق بھی ذرا پُرزور الفاظ میں کریں تاکہ ان لوگوں کی توجہ مبذول ہو،آپ کی بڑی کرم فرمائی ہوگی۔

والد صاحب اور بھائی صاحب کی طرف سے سلام قبول کریں،اپنی دعاؤں میں ضرور بالضرور یاد رکھیں۔فقط والسلام

آپ کا کفش بردار: احمد خانپوری

﴿جواب از شیخ محمد رضا اجمیریؒ﴾

من جانب محمد رضا اجمیری

از راندیر، کنارہ مسجد

۲۵/رمضان المبارک، ۷/جنوری ۱۹۶۷ء

عزیزم مولوی احمد صاحب دمتم بالخیر والسرور

السلام علیکم

بفضلہٖ تعالیٰ یہاں پر خیر و عافیت شاملِ حال ہے،اللہ تعالیٰ سے آپ حضرات کی خیر و عافیت مطلوب ہے۔

مبارک ایام ختم ہو رہے ہیں، دعا فرماتے رہیں، دولتِ ایمان نیز سکون و اطمینان حاصل رہے۔حسبِ ارشاد چند جملے لکھ دیے ہیں جو کافی ہیں،آپ کے حسبِ شان اگر کچھ زیادہ تفصیل لکھوں تو وہ لوگ اس کو مبالغے پر محمول کریں گے،

لہٰذا قصداً اختصار سے کام لیا گیا ہے۔

اگر درجۂ مطلوبہ میں کامیابی نہ ہو سکے تو کوئی اور درجۂ تخصص جو مناسبِ ذوق ہو اختیار فرمائیں، اس کا تعلق تو آپ کے ذوق سے ہے۔ میرا ذوق تو تخصص فی التفسیر یا پھر حدیث ورنہ فقہ کی طرف ہے۔

آپ کے والدِ محترم نیز برادرانِ عزیز کو سلام عرض کریں، آپ کے ماموں صاحب کو بھی سلام عرض کریں۔ فقط

العاصی: محمد رضا اجمیری

﴿تصدیق از شیخ اجمیریؒ﴾

الحمدللہ وکفی وسلام علی عبادہ الذین اصطفی! امابعد:

عزیزم مولوی احمد خانپوری امسال بفضلہٖ تعالیٰ دار العلوم اشرفیہ کے درجۂ دورۂ حدیث سے فارغ ہو گئے ہیں اور بفضلہٖ تعالیٰ اپنے تمام رفقا پر کافی فائق رہے، درجۂ اول میں پاس ہو گئے ہیں۔ ذوق اور شوق کے اعتبار سے بھی ماشاءاللہ بہت اچھے ہیں۔ ان کی قابلیت سے بھی مجھے اچھی امیدیں وابستہ ہیں۔

حررہ: محمد رضا اجمیری

معلم: دار العلوم اشرفیہ

۷ / جنوری ۱۹۶۷ء

﴿ندوۃ العلما، لکھنؤ کے لیے درخواست﴾

از احمد محمد منشی

مقام پوسٹ: خانپوردہ

تعلقہ: جمبوسر

ضلع: بھروچ (گجرات)

بہ خدمتِ شریف حضرت مہتمم صاحب دار العلوم ندوۃ العلما، لکھنؤ!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بعد تحیۂ مسنونہ! عرض معروض ایں کہ میں نے اس سال دار العلوم اشرفیہ، راندیر کا فضیلت کا مروجہ نصاب ختم کیا ہے، اور اس کی باقاعدہ سند بھی حاصل کی ہے، اب میرا ارادہ اپنے تعلیمی سلسلے کو آگے بڑھاتے ہوئے آپ کے دار العلوم میں درجۂ تخصص فی الادب میں داخلہ لینے کا ہے۔

امید ہے کہ آپ میری اس درخواست کو شرفِ قبولیت بخش کر مجھے اس کا موقع عنایت فرمائیں گے۔

والسلام

منتظرِ جواب: احمد خانپوری

﴿جواب از ندوۃ العلما، لکھنؤ﴾

عزیز مولوی احمد، خانپور!

وعلیکم السلام

طلبہ کی مناسب تعداد نہ ہونے کی وجہ سے تخصصِ ادب کا درجہ نہیں کھل سکا ہے، کسی دوسرے مدرسے کے فارغ التحصیل طلبہ کو یہاں فضیلتِ دینیات سالِ اول میں داخل کیا گیا ہے اور اس درجے کے بعض دینیاتی مضامین سے ان کو مستثنیٰ کرکے ان کی جگہ پر ادبِ عربی کے مضامین پڑھائے جاتے ہیں، ضابطے کے طور پر ان کا داخلہ فضیلت میں ہے اور سند بھی اسی کی ملے گی، اگر آپ آنا چاہیں اور اس طرح داخلہ پسند کریں تو آجائیں، ان شاء اللہ آپ کا داخلہ ہو جائے گا، اطمینان رکھیں۔

جواب میں تاخیر کی وجہ بھی یہ انتظار تھا کہ شاید کچھ اور طلبہ آجائیں تو پھر ان سب کے لیے تخصص ادب کا سالِ اول کا درجہ باقاعدہ کھول دیا جائے۔

والسلام

ابوالعرفان ندوی

مہتمم دارالعلوم ندوۃ العلما، لکھنؤ

۶/۲/۶۷ء

﴿دارالعلوم دیو بند جانے کا ارادہ﴾

اس طرح داخلے کے انتظار میں دن گزرتے رہے، رمضان المبارک ختم ہونے کے قریب تھا، حضرت پالن پوریؒ سے پھر مشورہ کیا تو ان کی رائے دیو بند جانے کی ہوئی، مکتوب سے اندازہ ہوتا ہے کہ سفرِ دیو بند کے لیے کرایے وغیرہ کا مکمل انتظام نہیں تھا، حضرت پالن پوریؒ نے ہمت افزائی فرمائی۔

مکتوب از حضرت مفتی سعید احمد پالن پوری نور اللہ مرقدہ

ایک لفافہ روانہ کیا تھا، مگر نا تمام، یہ اس کا تکملہ ہے، اب میرا ذہن افکار سے قدرے سبک دوش ہو سکا ہے۔

(۱) مفتی صاحب سے ملاقات ہوئی تھی تو معلوم ہوا تھا کہ انھوں نے آپ کو راندیر تشریف آوری کے لیے لکھا ہے، اگر ارادہ ہو تو بہت اچھا ہے تاکہ ملاقات بھی ہو جائے، لیکن رمضان میں سفر میں پسند نہیں کرتا اس لیے تم کو اس قسم کا مشورہ بھی نہیں دیتا۔

(۲) تم کو ضرور دیو بند جانا چاہیے، والد صاحب ۳۰/ دیں گے تو بہتر، بقیہ ۲۰/ کی سعادت میں حاصل کروں گا، لیکن رقم کی پریشانی سے تعلیم پر کسی قسم کا اثر نہ پڑنا چاہیے۔ بھائی صاحب، والد صاحب سے مشورے کے بعد مجھے مطلع کرو۔

(۳) 'اتحاف' کی نقل کے لیے بہت ہی مشکور ہوں، رمضان کے بعد ان شاء اللہ

اس کی تجلید کرا کر مطالعہ کرلوں گا اور صحیح شکریہ تو اس وقت ادا کروں گا۔

(۴) اس ماہ کے دسمبر کے شمارے میں 'معارف' میں میرا مضمون شایع ہوا ہے، مگر ۲۰ ردسمبر کو مولوی ابراہیم ودانوی، حال مدرس ڈابھیل، بمبئی سے تشریف لائے تھے، دو دن رہ کر رات ہی وہ گھر گئے اور وہ شمارہ پہلے بخاری صاحب کے پاس پھر مولانا شمس الدین صاحب کے پاس اور مولوی ابراہیم کو اس وقت ملا جب کہ وہ گھر کے لیے سفر کرنے والے تھے، انھوں نے بہ اصرار وہ رسالہ لے لیا اور گھر لے گئے ہیں، اس لیے وہاں سے آنے تک بھیجنا متعذر رہے۔

باقی والدین، بھائیوں سے سلام کہو۔

والسلام

سعید احمد پالن پوری

﴿دار العلوم دیوبند میں داخلہ﴾

اس پس منظر میں ۸ رشوال ۱۳۶۶ھ کے اوائل میں حضرت خانپوری دامت برکاتہم دیوبند پہنچے، وہاں داخلے کی کارروائی میں آٹھ دس دن صَرف ہوتے ہیں، اس عرصے میں ایک مرتبہ پھر ندوۃ العلما سے رابطہ کیا، مگر ان کا جواب وہی آیا کہ ہنوز تخصصِ ادب کے لیے کسی اور کی درخواست نہیں آئی، لہٰذا درجہ نہیں کھل سکے گا۔ بہ ہر حال ندوے کے بجائے دیوبند میں داخلہ ہوگیا۔

فنون میں داخلے کے لیے حضرت مولانا فخر الحسن مرادآبادیؒ نے امتحان لیا، انھوں نے پوچھا: 'فنِ منطق میں کون کون سی کتابیں پڑھی ہیں؟' عرض کیا: مرقاۃ وغیرہ۔ مولانا نے سلم العلوم اور میبذی کا امتحان لینا چاہا۔ پہلے 'سلّم العلوم' کھولی اور عبارت پڑھ کر مطالب سمجھانے کا حکم فرمایا، حضرت خانپوری نے فرفر عبارت پڑھ دی۔ اس درمیان مولانا کے پاس کوئی شخص آیا اور مولانا سے باتیں کرنے لگا، آپ نے اتنی دیر میں سلّم کا حاشیہ سرسری نظر سے دیکھ لیا اور عبارت کا مطلب بتا دیا، مولانا نے فرمایا: 'اچھا ہے'۔ سلّم کے بعد میبذی کا امتحان بھی اسی طرح ہوا، دونوں کتابوں میں اعلیٰ نمبرات سے کامیابی حاصل کر کے فنون میں باقاعدہ داخلہ ہو گیا۔

دارالعلوم دیوبند میں آپ دو سال تک تعلیم حاصل کرتے رہے: پہلے سال فنون، دوسرے سال افتا۔

❑❖❑

باب سوم

دارالعلوم دیوبند میں داخلے کے بعد

مکتوب [۱]

﴿طبیعت جما کر کام کرنا چاہیے﴾

۸۶ھ

برادرِ عزیز سلمکم اللہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

تمھارے دو لفافے ملے، مگر پتا نہیں ملا۔ میں ۹ر شوال یومِ جمعہ کو احمد آباد سے مولانا ہاشم صاحب بخاری دام مجدہم﴿۱﴾ کے ہم راہ سورت کے لیے روانہ ہو گیا تھا۔ بڑودہ پر پانی پان وغیرہ کی ضرورت تھی، میں اتر کر صدر دروازے تک گیا بھی تھا، مگر نہ معلوم کیا وجہ ہوئی کہ تمھاری ملاقات نہ ہو سکی۔ ہم آگے کے ڈبّے میں ہی بیٹھے تھے۔ خیر ہوا، سو ہوا۔

مولوی ابراہیم صاحب پالن پوری کی معرفت یہ خط لکھ رہا ہوں۔ موصوف سے اگر کوئی امکانی مدد ہو سکی تو کریں گے، حقیقی معین و مددگار خدا ہی ہے۔ دعا کرتا ہوں اللہ پاک تمھارے لیے سہولت مہیا کرے۔

---

[۱] حضرت مفتی سعید احمد پالن پوریؒ نے فارسی تعلیم سے فراغت کے بعد حضرت مولانا محمد نذیر میاںؒ کے مدرسہ اسلامیہ عربیہ میں داخل ہو کر حضرت مفتی محمد اکبر میاں پالن پوریؒ اور حضرت مولانا محمد ہاشم صاحب بخاری مہاجرِ مدنیؒ سے عربی کی ابتدائی و متوسط کتابیں پڑھی تھیں۔ [حیاتِ سعید:19] ندیم

یہاں ہر طرح خیریت ہے، مگر امسال نہ معلوم کیوں طبیعت منقبض رہتی ہے۔ قاری صاحب بھی افریقہ وغیرہ کے چکر میں ہیں اور عن قریب ہو جائے گا، پھر ان کا بھی ساتھ گیا۔

اچھا ہوا تم نے لکھنؤ کا ارادہ ملتوی کر دیا، طبیعت جما کر کام کرنا چاہیے، خدا پر توکل کرنا چاہیے۔ کوششِ کامل سے بھی امداد نہ مل سکے تو ضرور لکھو، کوئی صورت کر دی جائے گی۔ باقی ﴿مَنْ جَدَّ وَجَدَ[۱]﴾ کا اصول ہمیشہ ملحوظ رہے۔

مولوی احمد حکیم و متعارفین سے سلام۔ والسلام

سعید احمد عفا اللہ عنہ پالن پوری

۷/ ۲/ ٦۷ء

مکتوب [۲]

﴿عزیز شاگرد کے لیے استاذ کی قیمتی نصیحتیں﴾

۷۸٦

۲/ ۳/ ٦۷ء

---

[۱] معنی: جس نے کسی چیز کے لیے کوشش کی، اس نے اسے پالیا۔ بعض لوگ اسے حدیث سمجھتے ہیں، یہ جملہ معنوی اعتبار سے درست اور قولِ زرین میں سے ہے، لیکن حدیث نہیں ہے۔ ملا علی قاریؒ تحریر فرماتے ہیں: لاأصل له، بل هو من كلام بعض الفضلاء۔ [الأسرار المرفوعة في الأخبار الموضوعة: 480] ندیم

از سعید احمد پالن پوری

برادرِ عزیز سلمکم اللہ

تمھارا ۲۰ رفروری کا مرسلہ لفافہ ملا تھا، مگر جمعے کو مسلسل مہمان آتے رہے جس کی وجہ سے جواب تاخیر سے لکھ رہا ہوں۔ ہفتے کے دوران تو فرصت کھانے کی بھی نہیں ملتی!

عربی کا مشہور زبان زد خلائق پُر معنی شعر ہے ؎

یُرِیدُ الْمَرْءُ أَنْ یُعْطَی مُنَاہُ
وَیَأْبَی اللہُ إِلَّا مَا یَشَاءُ[۱]

امداد نہ ملنے کا افسوس نہ ہونا چاہیے، مسبب الاسباب خدا ہے، دار العلوم نہیں ہے۔ آپ کے بھائی صاحب بدھ ۱/ ۳/ ۶۷ء کو ملے تھے۔ اور حالات اچھے ہیں، والد صاحب حج کو روانہ ہو گئے ہیں، ان کی تودیع[۲] کے سلسلے میں تشریف لائے تھے۔

---

[۱] یُرِیدُ الْمَرْءُ أَنْ یُعْطَی مُنَاہُ + وَیَأْبَی اللہُ إِلَّا مَا یَشَاءُ = وَکُلُّ شَدِیدَۃٍ نَزَلَتْ بِحَيٍّ + سَیَأْتِي بَعْدَ شِدَّتِهَا رَخَاءُ۔ انسان چاہتا ہے کہ اسے من چاہا ملے، اللہ تعالیٰ اسے وہ دیتے ہیں جو وہ چاہتے ہیں۔ ساری مصیبتیں زندگی کے ساتھ ہیں، اس کے بعد عن قریب خوش حالی ہے۔ ان اشعار کو امام شافعیؒ کی جانب منسوب کیا جاتا ہے۔ ندیم

[۲] تَودِیع: وداع رخصت کرنا۔ ندیم

ہاں تو دوسرے وقت کا تم نے کیا انتظام کیا ہے؟

اب ضرورت اس بات کی ہے کہ صحت کا خیال رکھ کر امکانی محنت شروع کرو۔

عربی ادب اصل العلوم ہے، معقولات معین العلوم ہیں، ہیئت مزین العلوم ہے، عقائد مطہر العقائد ہے، اصول اصولِ دین ہیں، حجۃ اللہ[۱] علوم کا ذروۂ سنام[۲] ہے، معلوماتِ عامّہ اور مطالعۂ علوم لازمۂ عالم ہیں، اس کے ساتھ اردو مطالعہ اور انشا پردازی بھی ضروری ہے 'ندائے وقت'[۳] اسی مقصد سے نکلتا ہے، اس میں ضرور حصہ لو۔

ان تمام کے بعد خیالات، نظریات، جذبات، اغراض کو معیاری بلندی دینے کی سعی کرو، تنگ نظری، پست ہمتی، فروتنی، غرض پسندی، اتباعِ جذبات ہم گجراتیوں کے لوازم ہیں، ان سے نکلنے کی کوشش کرو، علوم میں صحیح دست رَس جب ہی ہوگی۔

---

[۱] حجۃ اللہ البالغہ مصنفہ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ۔ ندیم

[۲] ذُرْوۃ سَنامٍ جسے انگریزی میں کلائمیکس (climax) کہتے ہیں۔ ندیم

[۳] ادارہ محورِ ادب کی جانب سے ایک ادبی رسالہ نکلتا تھا۔ ندیم

ماحول کے اندر رِل مِل کر رہو لا رھبانیة فی الإسلام﴿۱﴾، لیکن تضیعِ وقت اور قلبی میلان احباب ماحول سے نہ پیدا کرو السلامة فی الوحدة﴿۲﴾۔

بھائی تم کو ہی دعامیں یاد نہ رکھوں گا تو پھر کس کو؟ لیکن کیا اس بے بضاعت کو بھی یہ سعادت نصیب ہوسکتی ہے؟

والسلام

---

[۱] اسے بھی بعض لوگ حدیث خیال کرتے ہیں، حدیث میں یہ مضمون تو ثابت ہے لیکن الفاظ ثابت نہیں۔ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: لَا صَرُورَةَ فِي الْإِسْلَامِ۔ حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اسلام میں صرورہ (حج نہ کرنا اور نکاح نہ کرنا وغیرہ) کی گنجائش نہیں ہے۔ [ابوداود: 1729] حافظ ابنِ حجر عسقلانیؒ فرماتے ہیں: وَأَمَّا حَدِيثُ لَا رَهْبَانِيَّةَ فِي الْإِسْلَامِ فَلَمْ أَرَهُ بِهَذَا اللَّفْظِ، لَكِنْ فِي حَدِيثِ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ عِنْدَ الطَّبَرَانِيِّ: إِنَّ اللهَ أَبْدَلَنَا بِالرَّهْبَانِيَّةِ الْحَنِيفِيَّةَ السمحة. وَعَن ابن عَبَّاسٍ رَفَعَهُ: لَا صَرُورَةَ فِي الْإِسْلَامِ. أَخْرَجَهُ أَحْمَدُ وَأَبُو دَاوُدَ وَصَحَّحَهُ الْحَاكِمُ. وَفِي الْبَابِ حَدِيثُ النَّهْيِ عَنِ التَّبَتُّلِ، وَسَيَأْتِي فِي بَابٍ مُفْرَدٍ". [فتح الباری: 9/111] ندیم

[۲] بعض لوگوں نے بہ طور حدیث ذکر کیا ہے: سلامة فی الوحدة والآفات فی الاثنین: وحدت میں سلامتی ہے اور کثرت میں آفات ہیں۔ بعض لوگوں نے اسے سلطان باہوؒ کی جانب منسوب کیا ہے، لیکن ہمیں باوجود تلاشِ بسیار کے اس کا کوئی ماخذ نہیں مل سکا۔ ندیم

مکتوب[۳]

﴿علامہ اور مہتمم صاحب سے استفادہ کرو﴾

۷۸۶

اشرفیہ، راندیر

۱۳/ ۳/ ۶۷ء

برادرِ عزیز سلمہ

سلام مسنون

۹/ ۳/ ۶۷ء کا مرسلہ لفافہ ملا۔ جواباً (۱) ادبِ عربی پر پورا زور دو، باقی جو کتاب چاہو ناقدانہ نظر سے مطالعہ کرو؛ علامہ [۱] کے ہاں آمد و رفت پیدا کرو تو بہتر ہوگا۔

---

[۱] حضرت علامہ ابراہیم بلیاویؒ ،صدر المدرسین دارالعلوم دیوبند مراد ہیں۔ 1387ھ کے رمضان المبارک میں آپ کی وفات ہوگئی۔ آپ نے ایک عرصے تک تدریس کے ساتھ صدارت اور نظامتِ تعلیمات کے فرائض بھی نہایت عمدگی سے انجام دیے۔ تفسیر و حدیث کے علاوہ عقائد و کلام اور منطق و فلسفے میں جو کمال انھیں حاصل تھا، وہ علمی حلقوں میں آپ اپنی مثال تھا۔ ان کی زندگی نہ صرف طلبا کے لیے بلکہ عموماً علما کے لیے بھی روشنی کا مینار تھی۔ [دیکھیے: تاریخِ دارالعلوم دیوبند: 1/394] ندیم

مہتمم صاحب[۱] کے ہاں بعد المغرب خصوصی مجلس ہوتی ہے، اس میں سب کو شرکت کی اجازت ہوتی ہے، اس میں ضرور شرکت کرو؛ سوال و جواب کا سلسلہ رہتا ہے، اس میں ضرور شرکت کرو، وہ ہر قسم کے اشکالات کے جوابات ارشاد فرماتے ہیں؛ قلم بند بھی کرلو کمرے پر آکر، آیندہ کام دیں گے (۲) حجۃ اللہ ضرور کوشش کر کے پڑھنا چاہیے (۳) مدرسے سے امداد کس طرح جاری ہو جائے گی؟ پہلے تو تم نے لکھا تھا کہ داخلہ غیر امدادی ہوا ہے، اب کیا کوئی صورت نکل آئی؟ (۴) انجمن کے بارے میں تو یہاں بھی ایسی ہی شکل پیدا ہوئی تھی، اعلانِ ممانعت آویزاں کر دیا گیا تھا، مگر اتفاق سے حسبِ دستور بلا کسی شورش کے کام شروع ہوگیا، فالحمد للہ۔

---

[۱] حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب قاسمی رحمۃ اللہ علیہ مراد ہیں۔ آپ کو مجلسِ شوریٰ کی تجویز کی رو سے 1341ھ میں نائب مہتمم بنایا گیا تھا، مگر یہ عہدہ آپ کے طبعی رجحان کے خلاف تھا، آپ انتظامی امور سے علیحدہ رہ کر یک سوئی کے ساتھ علمی اور تدریسی مشاغل کو پسند فرماتے تھے، چناں چہ تھوڑے ہی عرصے کے بعد اپنی خواہش و اصرار سے اپنے آپ کو شعبۂ تعلیم میں منتقل کرالیا، مگر بالآخر اکابر کے اصرار نے مجبور کیا اور پھر آپ کو نیابتِ اہتمام کا عہدہ سنبھالنا پڑا اور اس پر اوائلِ رجب 1348ھ تک فائز رہے۔ حضرت مولانا حبیب الرحمن عثمانیؒ کی وفات کے بعد مجلسِ شوریٰ نے پہلے تجربے کے طور پر قایم مقام مہتمم بنایا اور جب اس امر کا یقین ہوگیا کہ اس اہم منصب کے سنبھالنے کی آپ میں بہ درجۂ اتم صلاحیت موجود ہے تو آپ کو مستقل طور پر مہتمم مقرر کر دیا گیا۔ [دیکھیے تاریخِ دار العلوم دیوبند: 1/280] ندیم

اللہ کرے وہاں بھی یہی شکل بنے، گو مشکل نظر آ رہی ہے، یا شورش ہوگی یا سب دار المطالعہ انجمنیں خوابیدہ ہو جائیں گی۔ والأمر عند اللہ

۲۰/ ۳/ ۶۷ء سے تعطیلاتِ اضحیٰ شروع ہوں گی، ان ایام میں تو تم کو تفریح اور گوشت خوری سے فرصت ہی کہاں ہوگی؟ اس لیے دوگانۂ اضحیٰ میں مجھے ضرور دعا میں یاد رکھو، باقی ان ایام میں وحشت اور دوریِ مکان کے غم میں مَیں بھی شریک ہوں۔

والسلام

سعید احمد

مکتوب [۴]

﴿دو طالبِ علموں میں نامہ و پیام، افادہ و استفادہ ہونا چاہیے یا نہیں؟/ دوستانہ، عالمانہ، طالبِ علمانہ مراسم کی وادیِ سرسبز و شاداب میں آؤ﴾

۷۸۶

از اشرفیہ، راندیر

سعید احمد پالن پوری

۱۹/ ۴/ ۶۷ء

برادرِ عزیز سلمہ

سلام مسنون

آپ کا کارڈ تو ملا تھا، جواب کے لیے یوم وفردا کر رہا تھا کہ لفافہ بھی ملا، غالباً آپ نے خیال کیا ہوگا کہ کارڈ سے توہین ہوئی ہوگی چلو لفافہ بھیجیں؛ آخر لفافے کی چند سطریں کارڈ میں بھی تو سما سکتی تھیں، پھر ۴ ر نئے پیسے کا اسراف کیوں رَوا رکھا گیا؟ اصل میں بات یہ ہے کہ تم طالب علم ہو، مَیں بھی طالبِ علم ہوں، آپ حقیقی ہیں یا رسمی یہ تو خدا جانتا ہے جو علّام الغیوب ہے! لیکن بحمد اللہ میں حقیقی ہوں، پھر کہو دو طالبِ علموں میں نامہ و پیام، افادہ و استفادہ ہونا چاہیے یا نہیں؟ اس لیے کوئی شبہ خلجان تم کو ہو، لکھو، کسی بات کی تحقیق مطلوب ہو، لکھو، مجھے کوئی بات دریافت کرنی ہو تو تم کو لکھوں، تمھارے پاس وسائل زیادہ ہیں، تم تحقیق کر کے جواب لکھو۔ یہ سرنامہ ہوگا، استعداد بڑھے گی، ذوق بلند ہوگا، نہ یہ کہ تم نے خیریت لکھ دی اور میں نے بھی ایک سطر میں خیریت کا جواب خیریت ہی سے دے دیا، خواہ خیریت ہو یا نہ ہو، یہ سب رسمی مراسم ہیں، اب اس سے نکل کر دوستانہ، عالمانہ، طالبِ علمانہ مراسم کی وادیِ سرسبز و شاداب میں آؤ۔

میں نے آپ کے بارے میں کہا تھا کہ مضمون نگاری اہم چیز ہے، مقرِّر تو ماشاءاللہ اچھے ہو، اب کیا آپ نے اس طرف توجہ کی یا نہیں؟

مکتوب نگاری مضمون نگاری کا پہلا زینہ ہےاور معیاری مکتوب نگاری انشا پردازی کا بامِ عروج ہے۔ علامہ اخلاق دہلوی کی انجمن کے کتب خانے میں 'مضمون نگاری'﴿۱﴾ ہے، اس کا مطالعہ کرواور جلد کام کرو، جس نے بویا اس نے پایا اور جو سویا اس نے کھویا۔ ماشاءاللہ اب توتم صدر بھی ہو گئے، مبارک!

کفش بردار﴿۲﴾ وغیرہ الفاظ سے تکلیف ہوتی ہے، اس لیے اس سے اعراض کر کے سادہ نام یا مخلص کے اضافے سے دستخط کرو۔ والسلام

سعید احمد پالن پوری

مکتوب[۵]

﴿مادّہ وار فقہِ اسلامی پر چند کتب﴾

۷۸۶

یکم جون، ۶۷ء

راندیر، سورت

---

[۱] مضمون نگاری، مصنفہ علامہ اخلاق حسین دہلوی، منظور شدہ ٹیکسٹ بک کمیٹی، محکمۂ تعلیم، صوبۂ دہلی، سرکلر نمبر:185 ندیم

[۲] کَفش بَردار: (لفظاً) جُوتی اُٹھانے والا، (مجازاً) خدمت گار، جو امرا کے یہاں ہوتے ہیں، (کنایۃً) ادنیٰ ترین ملازم یا خادم۔ ندیم

برادرِ عزیز زادکم اللہ علماً وعملاً وحیاکم اللہ

السلام علیکم واز کی تحیاتی، امابعد:

مطلوبہ معلومات پہنچی، الحمدللہ کام چل جائے گا۔

مادّہ وار فقہِ اسلامی پر کافی تصنیفات ہیں، چند کا ذکر سنیے:

(ا) المجلة الشرعية فى الأحكام العدلية: یہ سات عالموں کی کمیٹی نے شاہی حکم کے پیشِ نظر عثمانی حکومت کے دور میں مرتب کیا ہے۔ آپ نے جس کتاب 'الإتحاف الأخلاف' [1] کی نقول ارسال فرمائی ہیں اس کے مصنف ان سات آدمیوں کی کمیٹی کے صدر تھے۔

آپ نے ٹائٹل کی عبارت نقل کرتے ہوئے 'تالیف: عمر الحلمی آفندی، رئيس محكمۂ تمييز الحقوق سابق' و 'رئيس مسودی جمعية مجلة الأحكام الجليلة' پر غور نہیں فرمایا۔

یہ مجلة الجليلة وہی مجلة الشرعية ہے۔ دیوبند کے دارالافتا میں میری نظر سے پہلی بار گزرا تھا اور اس کے مطالعے کا موقع نصیب ہوا تھا، لیکن یہ یاد

[1] کتاب کا پورا نام 'إتحاف الأخلاف في أحكام الأوقاف' ہے۔ ندیم

نہیں کہ وہ مفتی مہدی حسن صاحب[۱] کا مملوکہ تھا یا دارالافتا کے کتب خانے کا تھا۔ یہاں وہی ایڈیشن جامعہ ڈابھیل کے کتب خانے میں موجود ہے۔ میں نے منگوایا بھی تھا اوراس کی نقل بھی ۱۵۰؍صفحات [تک] کرلی گئی تھی کہ مفتی ابراہیم پر افتاد پڑی اوراس کے نتیجے میں مجھے وہ نقل روک کر واپس کرنا پڑی۔ ان شاءاللہ آیندہ لاکر نقل مکمل کروں گا۔ اہم بات یہ کہ اس کی شرح 'شرح المجلة' کے نام سے علامہ رستم باز اللبنانی[۲] کی بھی جامعہ ڈابھیل میں موجود ہے جو تقریباً ۱۲۰۰؍صفحات پر مشتمل ہے، وہ بھی لایا تھا مگر ناتمام مطالعہ چھوڑ کر واپس کرنا پڑی۔ بڑی عمدہ شرح اور محنت سے لکھی گئی ہے۔

---

[۱] مفتی سید مہدی حسن شاہ جہاں پوری صاحبؒ ساداتِ غوثیہ میں سے ہیں۔ ابتدائی تعلیم مدرسہ عین العلوم شاہ جہاں پور میں پائی، مدرسۂ امینیہ، دہلی میں اکتسابِ علم کیا۔ بعد فراغت نائب مدرس ہوئے۔ 1338ھ میں حضرت مولانا محمود حسن صاحبؒ کے بابرکت ہاتھوں سے دیوبند میں دستار بندی ہوئی۔ ٹونک اور سرونج کے مدارس میں مدرسِ اول رہے۔ حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی صاحبؒ سے بیعت تھے۔ راندیر میں مفتیِ اعظم کے عہدۂ جلیلہ پر سرفراز رہے، پھر دارالعلوم دیوبند میں صدر مفتی بنائے گئے۔ ان سے چند علمی یادگار حسبِ ذیل ہیں: تعلیقات شرح كتابُ الحُجّة لِاَهْلِ المَدِينَة، قَلَائِدُ الْاَزْهَار شرح معاني الآثار، اَلسَّيْفُ الْمُجَلّٰى عَلى المُحَلّٰى، حقیقتِ یزید، قطع الوتین اور مجموعۂ رسائل وغیرہ۔ حضرت پالن پوریؒ نے انھی کی زیرِنگرانی کتبِ فتاویٰ کا مطالعہ اور فتویٰ نویسی کی تمرین کی۔ دیکھیے ہماری کتاب: شعرِ فقیہ۔ ندیم

[۲] مصنف کا پورا نام علامہ سلیم رستم باز اللبنانی ہے۔ ندیم

(۲)الأحکام الشرعیة فی الأحوال الشخصیة: یہ اشرفیہ کے کتب خانے میں ہے اور میرے زیرِ مطالعہ رہتی ہے، اس کی بھی ایک شرح جامعہ ڈابھیل کے کتب خانے میں ہے۔

یہ شخصی احوال: نکاح، طلاق، وصیت، میراث وغیرہ پر مشتمل ہے۔

(۳)مرشدالحیران إلی أحوال الإنسان[۱]: یہ معاملاتِ شرعیہ؛ بیع وشرا، مزارعت، مساقات، کفالہ، حوالہ وغیرہ پر مشتمل ہے۔ اس کے مصنف قدری باشا مصری ہیں جو تقریباً مجلة الإتحاف کے مصنفین کے ہم عصر ہیں۔

(۴)قانون العدل والإنصاف فی مسائل الأوقاف[۲]: یہ بھی قدری باشا کی ہے اور مسائلِ اوقاف پر ہے جیسا کہ اتحاف مسائلِ اوقاف پر ہے۔ آخرالذکر دونوں کتابیں اشرفیہ میں ہیں۔

(۵)قانون العقوبات الأهلی: یہ مصر میں دستور العمل کے طور پر راہ پا چکی ہے، اس کے اقتباسات تو 'المعاملات المادیة و الادبیة' تصنیف علی فکری

---

[۱] کتاب کا پورا نام 'مرشدالحیران إلی معرفة أحوال الإنسان' اور مصنف کا نام محمد قدری باشا ہے۔ ندیم

[۲] کتاب کا پورا نام 'قانون العدل والإنصاف: في القضاء علی مشکلات الأوقاف' ہے۔ ندیم

میں بہت نظر سے گزرے ہیں، مگر اصل کتاب اب تک نہیں دیکھی۔[۱]

(٦) القانون المدنی محمود سامی پاشا کی تصنیف ہے۔

(٧) ملخص الأحكام الشرعية على المعتمد من مذهب المالكية: یہ مالکی فقہ پر محمد عامر وکیل صاحب کی ہے۔

(٨) دکثریتو[۲]: یہ بھی چھوٹا سا رسالہ شہری سزاؤں کے سلسلے میں ہے۔

(٩) قانون المجالس الحسية

(١٠) قانون التجارة

یہ سب کتابیں مصر میں شایع ہو چکی ہیں۔

تِلْكَ عَشَرَةٌ كَامِلَةٌ

اس سلسلے میں قلم روکتا ہوں، کیوں کہ اور بھی تو کچھ لکھنا ہے اور جگہ ختم ہونا چاہتی ہے۔

'البعث الإسلامی'[۳] غالباً دار العلوم کی لائبریری میں آتا ہوگا، صفر

[۱] یہ کتاب 1938ء میں مطبعة مصطفى البابي الحلبي وأولاده نے الدولة، مصر سے شایع کی تھی۔ ندیم

[۲] باوجود کوشش کہ یہ نام سمجھ میں نہیں آسکا۔ ندیم

[۳] مجلہ 'الضیاء' کے بند ہو جانے کے بعد عربی زبان میں مجلہ 'البعث الاسلامی' لکھنؤ سے پچاس کی دہائی میں جاری ہوا۔ ندیم

کے شمارے میں میرا ایک مضمون اس سلسلے میں آرہا ہے، وہ ضرور دیکھیے، اب تک تو چھپ کر آیا نہیں ہے۔ مطلوبہ معلومات اسی مقالے کی دوسری قسط کی تکمیل کے لیے درکار تھی جو آپ نے ارسال فرمائی، اس کا شکریہ۔

کتاب کے کُل صفحات آپ نے ۳۷۲/ لکھے ہیں، اس میں سے عربی کے صفحات ۱۸۶/ رہوں گے۔ کاش اس کی نقل کا کوئی انتظام ہو جاتا تو یہ آپ کا مجھ پر بڑا احسان ہوتا۔

نقل کی جو اجرت ہوگی، وہ ادا کر دی جائے گی۔ آپ نے جس قدر نقل کر دیا، اس کی دوبارہ ضرورت نہیں، اس کے علاوہ بقیہ نقل ہو جائے، لیکن شرط یہ کہ کاپی کے کاغذ پر نقل ہو، تاکہ یہ اوراق اس میں ملا کر تجلید ہو سکے۔ کیا آپ اس سلسلے میں کوئی صورت نکال سکتے ہیں؟

مولوی ابراہیم پالن پوری متعلم تحقیقاتِ علومِ قرآنی آج کل یہاں میرے پاس مقیم ہیں۔ میں مع اہلِ خانہ اب چھاچھا محلّے میں مقیم ہوں۔

ہاں مولوی ابراہیم نے یہ بھی کہا کہ مولوی احمد کو دارالعلوم میں کوئی بامقصد آدمی نہیں ملتا، وہ کہتے ہیں کہ یہاں کے طلبا کا کوئی مقصد ہی نہیں اور اس کی وجہ سے تمھارا جی بھی نہیں لگتا، تو عزیزم مثل سنی ہوگی کہ کابل میں سب گھوڑے

تھوڑے ہوتے ہیں، وہاں گدھے بھی ہوتے ہیں'۔ خُذْ ما صَفا، ودَعْ ما کَدِر[۱] کا اصول اپنائیے۔

جگہ ختم، اس لیے نامہ ختم۔

والسلام

سعید احمد پالن پوری

مکتوب[۶]

﴿مضمون کی دوسری قسط کے لیے علمی تعاون﴾

۷۸۶

برادرِ عزیز سلمہ

سلام مسنون

تم نے تو بالکل ہی کنارہ کشی اختیار کر لی، بھائی آخر ایسی ناراضگی کی کیا بات تھی؟ میں نے تو ایک طریقۂ مراسلت سے آگاہ کیا تھا، تم نے بالکل ہی مقاطعہ شروع کر دیا، لو چلو میں اس کی ابتدا کرتا ہوں۔

(۱) ایک کتاب ہے 'إتحاف الأخلاف فی أحكام الأوقاف'

[۱] ابنِ علوی الحداد کے عربی قصیدے سے بہ طور مثل مشہور ہے، مطلب یہ ہے کہ 'معقول بات اختیار کرو، اور بری بات چھوڑ دو'۔ ندیم

دارالعلوم دیوبند کے دارالافتا کے کتب خانے میں مل جائے گی یا مدرسے کے کتب خانے میں۔ مولوی ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ دارالافتا میں ہے۔ اس کتاب کے سلسلے میں معلوماتِ ذیل درکار ہیں۔ میں نے ایک مضمون لکھا ہے 'نظرة علی بعض ما دون فی الفقه الإسلامی علی طراز القانون العصری' اور وہ 'البعث الاسلامی' کے صفر کے شمارے میں شایع ہوگا۔[۱] اس میں (۱)المجلة الأحكام العدلية (۲)اس کی شرح رستم باز اللبنانی (۳)مرشد الحیران (۴)الأحوال الشخصية (۵)القضاء علی مشكلات الأوقاف پر تبصرہ ہے۔ اس مضمون کی دوسری قسط جلد طلب کر رہے ہیں، اس لیے مذکورہ کتاب کی جلد از جلد حاجت ہے۔ دوسری قسط میں 'الإتحاف' مذکور اور 'الحيلة الناجزة للحليلة العاجزة' پر کلام کرنا چاہتا ہوں، اس لیے پہلی فرصت میں۔ فرائضِ الٰہی کی ادائگی تو معاف ہے۔ اس کے بعد مقدّم میرا کام کر کے ارسال کرو۔[۲]

---

[۱] مضمون کی پہلی قسط البعث الإسلامی کے جون 1967ء کے شمارے میں نو صفحات میں شایع ہوئی۔ عنوان تھا: نظرة علی مؤلفات حديثة للفقه الإسلامی۔ ندیم

[۲] مضمون کی دوسری قسط البعث الإسلامی کے اکتوبر 1967ء کے شمارے میں سات صفحات میں شایع ہوئی۔ ندیم

معلوماتِ مطلوب

(۱) کُل صفحاتِ کتاب (۲) کون ایڈیشن ہے؟ (۳) کہاں چھپی (۴) کتاب نصف صفحہ یعنی ایک کالم عربی اور ایک کالم ترکی ہے/ یہ لکھو کہ کُل مادّے کتنے ہیں؟/ یہ تصنیف مادّہ وار ہے؟ (۵) اس کی فہرست کی نقل بھیجو (۶)[۱] مقدمہ لکھا ہوا [ہو] تو اس کو مکمل نقل کر کے یا ضروری حصہ بھیجو (۷) اس کی تدوین میں کون کون شریک ہوئے (۸) کتاب میں سے ایک فصل کی کم از کم نقل بھیجو، تاکہ اس کے بارے میں صحیح رائے قایم ہو سکے (۹) مصنف کون؟ کس زمانے کے؟ حالات اس میں لکھے ہوں تو وہ؟ ایک سے زائد مصنف ہوں یا کسی ادارے نے لکھوائی ہو تو وہ؛ جملہ تفصیلات پہلی فرصت میں لکھ کر ارسال کرو- ایکسپریس ڈلیوری سے- تاکہ جلد ملیں۔

دارالافتا میں جانے کے لیے اولاً تو اجازت مل جائے گی ورنہ مولانا قاری اخلاق صاحب محرر دارالافتا، مینیجر کتب خانہ اشرف المواعظ، قاضی مسجد سے مل کر میرا اسلام کہو اور یہ خط دکھاؤ، وہ آپ کی مدد کریں گے، بہت ملن سار آدمی ہیں۔

[۱] اصل مکتوب میں نمبر شمار: 6 مکرر لکھا گیا ہے۔ ندیم

ورنہ مولانا مفتی عبداللہ سلیم صاحب[۱] صاحب زادہ مولانا نعیم صاحب مدظلہ، نائب مفتی سے مل کر اجازت لو- یہ خط دکھا کر- اور اگر وہ کتب خانے میں ہو تو پھر وہاں سے معلومات حاصل کرو۔

(۲) مادّہ وار فقہِ اسلامی کی کوئی دوسری تصنیف تمھارے علم میں ہو یا کتب خانے میں نظر پڑے تو اس کے بارے میں مذکورہ تفصیلات لکھو۔ میں نے مقالے کی پہلی قسط میں جن کتابوں پر لکھا ہے وہ تو میرے پاس ہیں، ان کے بارے میں معلومات درکار نہیں۔

(۳) ڈابھیل سے ایک ہنگامے کے ردِ عمل میں مولوی قاسم آنتی، مولوی ابراہیم آچھودی، سابق استاذ اشرفیہ، مولوی ابراہیم اندوری نے استعفا دے دیا۔

ودمتم بالخیر

والسلام

سعید احمد عفا اللہ عنہ پالن پوری

۱۴/ ۴/ ٦٧ء

---

[۱] حضرت مولانا پہلے دارالعلوم دیوبند میں استاذ تھے، پھر امریکہ، شکاگو میں 'معہد تعلیم الاسلام' کے نام سے ایک اقامتی درس گاہ قایم کی۔ ندیم

مکتوب[۷]

﴿مسئلۂ اشرافِ نفس /
اب تم خود ہی فتویٰ لکھو﴾

۷۸۶

اشرفیہ، راندیر

۸/ ۶/ ۶۷ء

برادرِ عزیز

حیاکم اللہ وعافاکم وسلامٌ علیکم

۵/ جون کا مکتوب پہنچا۔

صوفیاے کرام کے ہاں ایک مسئلہ ہے جس کا نام ہے 'اشرافِ نفس'، یعنی جس چیز کو نفس چاہتا ہو اور اس کا آرزومند ہو پھر وہ مل جائے تو کہیں گے 'اشرافِ نفس کے بعد حاصل ہوئی' اور اگر وہم وخیال میں بھی اس کا گزر نہ ہو اور مل جائے تو یہ -بلا اشرافِ نفس ملا- کہلائے گا۔ وضاحۃً سمجھو کہ مثلاً ہم تقریر و وعظ کے لیے گئے اور یہ آرزو ہو کہ کوئی ہدیہ ملے اور اس کے بعد ملا، تو یہ اشرافِ نفس کے بعد ملا،

اور صوفیا اس کے لینے کو ناجائز فرماتے ہیں،[۱] اور اگر ہم ساتھی سے ملاقات (محض ملاقات) کو گئے اور اس نے کوئی ہدیہ دے دیا یا شاگرد استاذ کے پاس ملنے آیا اور استاذ نے کوئی ہدیہ دے دیا تو بلا اشرافِ نفس ہے، اس کا لینا جائز ہی نہیں بلکہ مستحب ہے۔ 'اشراف' کے لغوی معنیٰ 'جھانکنا' ہیں۔

اب غور کرو جب 'اتحاف' کی نقل کے لیے خط لکھ رہا تھا تو قوی خیال -غالب گمان نہ سہی احتمال کے درجے میں یہ بات ضرور تھی کہ- مکتوب الیہ خود ہی بلا معاوضہ یہ احسان فرمانے کی سعی کرے گا، اور اس طرح مفت میں کام ہو جائے گا، گویا نہ لاٹھی ٹوٹی نہ سانپ بچا۔

---

[۱]عَنْ حَكِيمِ بْنِ حِزَامٍ ، قَالَ: سَأَلْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَأَعْطَانِي، ثُمَّ سَأَلْتُهُ فَأَعْطَانِي، ثُمَّ سَأَلْتُهُ فَأَعْطَانِي، ثُمَّ قَالَ: هَذَا الْمَالُ، وَرُبَّمَا قَالَ سُفْيَانُ: قَالَ لِي: "يَا حَكِيمُ، إِنَّ هَذَا الْمَالَ خَضِرَةٌ حُلْوَةٌ، فَمَنْ أَخَذَهُ بِطِيبِ نَفْسٍ بُورِكَ لَهُ فِيهِ، وَمَنْ أَخَذَهُ بِإِشْرَافِ نَفْسٍ لَمْ يُبَارَكْ لَهُ فِيهِ، وَكَانَ كَالَّذِي يَأْكُلُ وَلَا يَشْبَعُ، وَالْيَدُ الْعُلْيَا خَيْرٌ مِنَ الْيَدِ السُّفْلَى". [بخاری: 6441] حضرت حکیم بن حزامؓ سے روایت ہے، انھوں نے کہا: میں نے حضرت نبی کریم ﷺ سے کچھ مانگا تو آپ نے مجھے دے دیا۔ میں نے پھر سوال کیا تو آپ نے دے دیا۔ میں نے تیسری مرتبہ مانگا تو آپ ﷺ نے عطا کیا، پھر فرمایا: اے حکیم! دنیا کا یہ مال شیریں اور سرسبز نظر آتا ہے، لہٰذا جو شخص اسے نیک نیتی سے حرص کے بغیر لے گا اس کے لیے اس میں برکت ہوگی، اور جو اسے اشرافِ نفس کے ساتھ لے گا اس کے لیے اس میں برکت نہیں ہوگی، بلکہ وہ اس شخص کی طرح ہو جاتا ہے جو کھاتا ہے لیکن سیر نہیں ہوتا۔ اوپر والا ہاتھ نیچے والے ہاتھ سے بہتر ہے۔ ندیم

اب تم خود ہی فتویٰ لکھو کہ تمھاری نقل کردہ کتاب بلا معاوضہ مجھے لینا کیا صوفیا کے نزدیک ما بعد الإشراف میں داخل نہ ہوگا؟ اور یہ کاروائی[۱] جائز ہو سکے گی؟

بھئی جگہ ختم ہو رہی ہے، چھوڑو یہ مسائلِ زاہدانہ!

مولوی ابراہیم پالن پوری کا تقرر ماہانہ ۱۳۰/روپے میں ڈابھیل کرا دیا ہے، ان کو لے کر صبحِ جمعہ ۹/جون کو ڈابھیل جاؤں گا، ان کے لیے دعا کرو استقلال ورسوخ حاصل ہو، وہ سلام کہتے ہیں۔

تم اپنے تعلیمی مشاغل کے متعلق تو کچھ لکھتے ہی نہیں۔

موسم معتدل ہے اور بارش کی آمد آمد ہے۔

والسلام

سعید احمد پالن پوری

مکتوب [۸]

﴿جی تو چاہتا ہے کہ تمھارے لیے کوئی صورت یہاں نکلے﴾

۱۷/۶/۶۷ء

---

[۱] ’کاروائی‘ غریب تلفّظ ہے، فصیح ’کارروائی‘ ہے۔ فارسی سے اسمِ مؤنث ہے۔ معنی: عمل/تدبیر/اقدام/حاجت برآوری وغیرہ۔ ندیم

۸۶ ـ

برادرِ عزیز سلمہ

سلام مسنون

کئی روز سے آپ کا کوئی خط نہیں، خیریت تو ہے؟

مولوی ابراہیم آچھودی، سابق مدرس اشرفیہ، ڈابھیل سے علیحدہ ہوکر اب دیوبند آنا چاہتے ہیں، غالباً وہ چند کتابوں کی سماعت کریں گے، باقی تفریح، تم ان کے ساتھ زیادہ وقت ضایع نہ کرنا۔

اس سے قبل والے کارڈ میں 'اتحاف' کے سلسلے میں فتویٰ لکھانا تھا-اس سلسلے میں الضرورات تبیح المحظورات والے فقہی قاعدے کو خیال میں لے کر جواب لکھنا۔

ہفتے عشرے میں ایک کارڈ تو لکھ دینا چاہیے۔ آیندہ سال کے لیے کیا پروگرام ہے؟ پہلے سے بتلاؤ تاکہ کوئی صورت ذہن میں نکالی جائے، بروقت کوئی صورت نکالنا بڑا دشوار ہوتا ہے۔

جی تو چاہتا ہے کہ تمھارے لیے کوئی صورت یہاں نکلے، مگر بہ چند وجوہ مناسب نہیں: (۱) اولاً فی الحال کوئی جگہ نکلنا دشوار ہے، مولوی عبدالستار ہی بے کار

بیٹھے ہیں، ان کو ہی کوئی کام نہیں دیتے (۲) تم نے مہتمم سے بھی بگاڑ رکھی ہے[۱] (۳) پھر جس مدرسے میں تعلیم پائی ہو وہاں تدریس یا کسی قسم کی خدمات پیش نہ کرنا چاہیے- ابتداءً- ہاں انتہاءً جب وقار بن جائے پھر کوئی حرج نہیں۔

تمھاری انگریزی بھی کچھ ہو رہی ہے یا نہیں؟ اردو انشا پردازی کے سلسلے میں کیا کوششیں جاری ہیں؟ عربی ادب پر کتنا وقت خرچ کرتے ہو؟ 'دعوۃ الحق'[۲] کے کسی شمارے میں مولانا سعید احمد اکبرآبادی کا ایک مقالہ رویتِ ہلال پر شایع ہوا ہے، وہ نمبر مل سکے تو بھیج دو۔

باقی خیریت ہے، بارش شروع ہو گئی ہے۔

والسلام

سعید احمد پالن پوری

---

[۱] حضرت خانپوری دامت برکاتہم مدرسہ اشرفیہ، سورت میں طلبا کے نمایندے اور ان کے مسائل و شکایتیں مہتمم صاحب تک پہنچانے پر مامور تھے، اس لیے تمام حرکات کا سہرا آپ کے سر بندھنا لازمی تھا۔ ندیم

[۲] دارالعلوم دیوبند کی مجلسِ عاملہ 27 ستمبر 1964ء کے فیصلے کے بہ موجب دسمبر 1964ء سے سہ ماہی مجلہ 'دعوۃ الحق' کا اجرا عمل میں آیا تھا، اور حضرت مولانا وحید الزماں کیرانویؒ کو اس کی ادارت سپرد کی گئی تھی۔ پہلا شمارہ جنوری 1965ء میں شایع ہوا۔ اپریل 1975ء میں اس کے بند ہو جانے کے بعد 10 جون 1976ء سے پندرہ روزہ 'الداعی' جاری ہوا۔ ندیم

مکتوب[۹]

﴿تمھارا خط اب تک نہیں ملا﴾

۷۸۶

برادرِ عزیز سلمہ

سلام مسنون

’دعوۃ الحق‘ دارالعلوم دیوبند کے جس نمبر کے متعلق لکھا تھا وہ آ گیا ہے، اس لیے تم نے ارسال نہ کیا ہو تو اب نہ کرنا۔

تمھارا خط اب تک نہیں ملا، کیا بات ہے؟ خیریت تو ہے؟ ۲۰/جون سے تا ختم جون تعطیلات ہوئی ہیں، میرا قیام راندیر ہی رہے گا۔

احباب و متعلقین سے سلام کہو۔

والسلام

سعید احمد عفا اللہ عنہ پالن پوری

۲۰/۶/۶۷ء

مکتوب[۱۰]

﴿یہ آپ کی ایک ان مِٹ یادگار ہوگی﴾

تمھارے بارے میں دل سے مجبور ہوں

چھاچھا محلہ

راندیر (سورت)

۲۲/۶/۶۷ء

۷۸۶

برادرِ مکرم

سلام ودعا

مرسلہ نقل 'اتحاف' آج ۲۲/جون کو پہنچی۔ 'دعوۃ الحق' بھی گذشتہ روز، کارڈ بھی۔ یہ سب کی مجموعی رسید ہے۔

مولوی ابراہیم پالن پوری میرے پاس مقیم تھے، میں نے کسی وقت ان سے معہودہ دعوۃ الحق کی دید کی آرزو ظاہر کی تھی، انھوں نے بلا میری اطلاع و مشورے کے مولوی محمد بن حبیب اللہ پالن پوری–متعلم دارالافتا، مقیم کمرہ: ۴، احاطۂ دفتر–کو خط لکھ دیا، بعد میں مجھے اطلاع دی۔ موصوف نے وہ رسالہ ارسال فرمادیا ہے، اس لیے میں نے ایک کارڈ میں آپ [کو] انکار لکھا تھا، جو غالباً اب مل گیا ہوگا۔ مگر اب ایک نہ شد دو شد

نقل کے اندر ایک کمی رہ گئی جس کی طرف آپ کا ذہن غالباً منتقل نہیں

ہوا، آپ نے نہ حاشیہ چھوڑا نہ پشتہ۔ جلد سازی کے لیے سلائی کی جگہ بھی رہے کہ مدت تک یہ کتاب یادگار رہے گی، ہوسکتا ہے خاندان میں منتقل ہو، اور ہوسکتا ہے کسی ادارے کے کتب خانے میں داخل ہو (اگر اولاد ناخلف نکلی)، تو یہ آپ کی ایک ان مِٹ یادگار ہوگی۔ ارے غلطی ہوگئی، اَن مِٹ تو نہیں کہہ سکتے! رہے نام اللہ کا۔

بہ ہر حال یہ غلطی ہوئی ہے، اس کی آیندہ اوراق میں تلافی کیجیے۔ جو اوراق لکھے جا چکے، ان کی اصلاح میں کرلوں گا۔

ہاں تو آپ کا خط – مولانا عبداللہ صاحب سلیمؔ (لدیغ کا ہم معنی) پر خط لکھنے کی فرمائش کا – گذشتہ کل ہی مل گیا تھا، مگر نہ معلوم کیوں ان پر خط نہ لکھ سکا، آج ان شاء اللہ ان کے نام یہی خط ارسال کروں گا۔

آپ نے گھر آنے کے متعلق تحریر فرمایا ہے، جواباً یہ کہ ضرور تشریف لائیے، لیکن صرف ایک ہفتے کے لیے یا عشرے کے لیے۔ وطن میں قیام کے تین حصے کر کے؛ ایک گھر رہیے، ایک میرے پاس اور ایک آپ جہاں چاہیں۔

رہا رمضان کا معاملہ، تو برادرم! کتنے ارادے انسان ضعیف البنیان کے نامکمل رہ جاتے ان آنکھوں نے دیکھے ہیں، اس لیے ابھی سے کوئی قطعی فیصلہ تقریباً ناممکن ہے، مستقبل کن رنگ ڈھنگ سے آتا ہے، وہ مستقبل ہی بتلا سکتا ہے۔ جی

چاہتا ہے کہ آپ جیسے دوستوں کی رفاقت میں کچھ وقت گزاروں، مگر عوائق ایک ایک کر کے بڑھتے جارہے ہیں۔ زنانے کا ایسا ایک مستقل بارسر آرہا ہے گو رمضان پر تو اس کو دفع کر دیا جائے گا، لیکن بہ ہر حال اس وقت اس بارے میں کچھ کہنا قبل از وقت ہی ہے، اس لیے جلد آیئے اور ضرور آیئے۔

پہلے میں خود طالبِ علم کے لیے سفر انتہائی مضر خیال کرتا تھا حتی کہ ہشت سالہ زمانۂ تعلیم میں آثارِ بزرگانہ سے نہ گنگوہ جانے کی توفیق نصیب ہوئی، نہ تھانہ بھون، نہ نانوتہ، نہ کلیر۔

میرا دورۂ حدیث کا سال تھا، والدین حج سے واپس ہوئے تو مکہ مکرمہ سے والدہ نے خط لکھوادیا تھا کہ سیدھے بمبئی آؤ! وہاں سے گھر تک ساتھ چلو اور ایک دو روز کے بعد چلے جانا۔ میں پڑھتا لکھتا تو کچھ زیادہ تھا نہیں، لیکن وہی اصول کی پابندی نے یہ گوارا نہ کیا کہ وسط سال میں کہیں کا سفر کروں، اس لیے صاف انکار لکھ دیا اور بڑے مؤثر انداز میں۔ دل کی گہرائی سے جو بات نکلتی ہے وہ ضرور پروان چڑھتی ہے۔ والدہ بھی راضی ہوگئیں۔ بہ ہر حال یہ تو داستانِ پارینہ ہی اب کہی جاسکتی ہے، مگر تمھارے بارے میں دل سے مجبور ہوں، جی چاہتا ہے کہ ملاقات ہو، اس لیے لکھتا ہوں کہ ’آؤ اور ضرور آؤ!‘

گو یہ مشورہ اَلْمُسْتَشَارُ مُؤْتَمَنٌ[۱] کے قطعاً خلاف ہے، لیکن آخر حُبُّکَ الشَّيْءَ يُعْمِي وَيُصِمُّ[۲] کے، آخر مطلب ہی اور کیا تھا۔

تم نے لکھا تھا کہ عربی پر توجہ کر رہے ہو، الحمدللہ بہت عمدہ بات لکھی، آیندہ اب خط و کتابت بجائے اردو، عربی قرار پائے تو کیا حرج ہے؟ میں یہی دو چار حرف ٹوٹے پھوٹے لکھ لیتا ہوں، کہو کیا مشورہ ہے!

آج کل بے کار سا ہوں، تعطیلات چل رہی ہیں، لیکن مطالعہ بحمدہ تعالیٰ برابر جاری ہے، بلکہ موقع ہی اچھی طرح اب ہاتھ آیا ہے۔

احباب و متعلقین سے سلام مسنون کہو۔

بھائی شفیق ایک دربان ہیں–صدر دروازے سے چھتہ مسجد کو جو راستہ جاتا ہے اس پر ان کی دکان ہے– اسے، ان کے والد سے میرا سلام کہو۔

والسلام

سعید احمد عفا اللہ عنہ پالن پوری

---

[۱] عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ، قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: "اَلْمُسْتَشَارُ مُؤْتَمَنٌ". [ترمذی: 2823] حضرت ام سلمہؓ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس سے مشورہ لیا جائے، وہ امین ہے۔

[۲] عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، قَالَ: "حُبُّکَ الشَّيْءَ: يُعْمِي وَيُصِمُّ". [ابوداود: 5130] حضرت ابو الدرداءؓ سے روایت ہے، حضرت نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تمھارا کسی چیز سے محبت کرنا تمھیں اندھا بہرہ بنا دیتا ہے۔

مکتوب[۱۱]

﴿منشعب کا مصنف کون ہے؟﴾

برادرم

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

لفافہ حاصلِ نصاب ملا۔ ابوداود شریف کی شرح کے متعلق جو آپ کو زحمت ہوئی، اس پر ندامت ہے۔ 'مرقات' کے بارے میں آپ نے یہ نہیں بتایا کہ کتنی چھپ گئی ہے یعنی جلد سادس کا آخری باب قدیم نسخے میں نکال کر دیکھو، تاکہ معلوم ہو جائے کہ اب کس قدر چھپنا باقی ہے۔ قدیم نسخہ ۵/جلدوں میں ہے۔ مجھے خریدنا ہے، مگر بمبئ والا نسخہ قریب الختم ہے۔ اس کی قیمت ۱۲۵/روپے ہوگی۔ پاکستان والا نسخہ کتنی جلدوں میں تمام ہوگا اور کتنے میں پڑے گا؟ اگر بیس پچیس کا تفاوت رہتا ہو تو پھر پاکستان والا ہی خریدنا ہے، امید کہ حسبِ موقع یہ معلومات فراہم کروگے۔

'میزان منشعب' کی شرح مولانا عبدالحیی صاحبؒ نے لکھی ہے، مسمی بہ 'تبیان'[۱] غالباً دارالعلوم کے کتب خانے میں ہوگی۔ اس میں یہ دیکھنا ہے کہ

---

[۱] تقریباً60 صفحات میں یہ میزان کی فارسی شرح ہے۔ شارح مولانا عبدالحیی لکھنوی انصاریؒ ابنِ مولانا عبدالحلیمؒ متعدد کتابوں کے مصنف اور مشہور عالم تھے۔ دیکھیے تبیان شرح میزان، مطبعِ مجتبائی، دہلی، 1906ء۔ ندیم

منشعب کا مصنف کون ہے؟ مصنف کے احوال 'الفوائد البھیۃ' میں ہیں، مگر اس سے یہ نہیں معلوم ہوتا کہ منشعب بھی انھی کی ہے یا اس کا مصنف کوئی اور ہے، اس لیے ذرا دیکھ کر بتاؤ کہ انھوں نے کچھ لکھا ہے؟ تمھارے خیال میں کسی اور جگہ اس بارے میں معلومات ہوں تو اشارہ کرو۔[۱]

محبوب رضوی صاحب[۲] کہاں رہتے ہیں؟ اگر ان کا پتہ ہو سکے تو لکھو، ان سے رابطہ قایم کرنا چاہتا ہوں۔

پچھلے دنوں آپ کے ایک بھائی سے ملاقات ہوئی تھی، گھر کے احوال بہ خیر کہہ رہے تھے۔ باقی خیریت ہے۔ والسلام

سعید احمد

۱۳ / ۷ / ٦٨

---

[۱] حضرت مولانا عبد الحیی حسنیؒ نے 'الثقافۃ الاسلامیۃ فی الھند' میں تصریح کی ہے کہ 'منشعب' شیخ حمزہ بدایونیؒ کا تصنیف کردہ رسالہ ہے۔ 'میزان الصرف' مطبوعہ کانپور 1295ھ کے پیش لفظ کے حاشیے میں لکھا ہوا ہے کہ یہ کتاب ملا حمزہ بدایونی کی ہے اور جو لوگ ملا بزُر کی طرف اسے منسوب کرتے ہیں اس کی کوئی اصل نہیں۔ [دیکھیے حالات المصنفین وتذکرۃ الفنون: ص: 113-112] ندیم

[۲] مولانا سید محبوب رضوی، عالم، مؤرخ اور صحافی تھے۔ آپ کا تعلق دیوبند کے ساداتِ رضویہ سے تھا۔ آپ نے دار العلوم دیوبند کی مبسوط تاریخ دو جلدوں میں تحریر فرمائی، کُل ضخامت تقریباً ایک ہزار صفحات ہے۔ اس میں حضرت مولانا قاری محمد طیب قاسمی صاحبؒ کا پُر مغز مقدمہ بھی درج ہے۔ ندیم

مکتوب [۱۲]

﴿علی گڑھ سے ہائی اسکول کا امتحان دوں گا﴾

برادرِ مکرم، سلام مسنون!

آپ کی عنایتوں کا ممنون ہوا۔ آج ٹرانسفر تصدیق نامہ بھی ملا اور صحیح ہے، مجھے اسی کی ضرورت ہے۔ اس سے قبل مولوی احمد آچھودی صاحب سے إتحاف کے اجزا بھی موصول ہوئے تھے، مشکور ہوں۔

میں امسال اخیر رمضان میں علی گڑھ سے ہائی اسکول کا امتحان دوں گا، اس لیے علی گڑھ، دہلی، دیوبند، سہارن پور اور غالباً لکھنؤ کا سفر ان شاء اللہ مختصر طور پر ضرور ہوگا۔ آپ کے دیوبند رہنے کی مصلحت سمجھ میں نہیں آئی، آج کل تو کڑاکے کی سردی ہے، اگر یہ خطرہ ہو کہ گھر آنے کے بعد گھر والے دوبارہ جانے نہ دیں گے تو پھر دیوبند رہنا بہتر ہے، بہ صورتِ دیگر اگر اس قسم کا خطرہ نہ ہو تو گھر آنا ہی مناسب ہے، ہاں دیوبند میں رہ کر رمضان میں کوئی کام کر سکو تو بہت مناسب ہوگا۔

ہمارے مولوی ابراہیم صاحب آخر مجھ سے کیوں ناراض ہیں، ذرا کسی طرح معلوم تو کر [کے] دیکھو۔ مفتی مہدی حسن صاحب آج کل کہاں ہیں؟

والسلام

سعید احمد پالن پوری

مکتوب[۱۳]

﴿آپ نے یہی دو کارڈ پر سلسلہ روک دیا﴾

۷۸۶

برادرِ عزیز سلمہ

سلام مسنون

آپ کے دیو بند پہنچنے پر مرقومہ دو کارڈ ملے تھے، جواب میں تاخیر اولاً تو اس وجہ سے ہوئی کہ حیدر آبادی حاکم کی کتاب کا انتظار رہا۔ یہ خیال تھا کہ مل جانے کے بعد مطالعے سے فراغت پا کر جواب لکھوں گا، مگر معلوم ہوتا ہے کہ قاسمِ ازل نے بھی نصیب میں نہیں لکھا، اس لیے اب تک وہ کتاب نہیں ملی۔ خدا معلوم ماجرا کیا ہوا!

ثانیاً تکاسل کی وجہ سے، مگر آپ نے یہی دو کارڈ پر سلسلہ روک دیا، اگر تیسرا لکھ دیتے تو میں جواب فوراً دیتا، مگر معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے بھی مولانا ابراہیم صاحب کی روش اختیار کر لی۔ یادش بہ خیر ان کا کیا حال ہے؟ میرا اسلام کہو اور کہو خدا کے بندے ایک کارڈ تو لکھ دو، تا کہ تمھارا اَتا پتا تو معلوم ہو سکے۔

مجلسِ معارف القرآن، دارالعلوم دیو بند نے دو کتابیں شایع کی ہیں: (۱) حجۃ الاسلام مولانا قاسم صاحب (۲) دعوت کا اصول: قرآنی روشنی میں، مولانا

طیب صاحب۔ آپ نمبر (۱) کو خود ملاحظہ فرمایئے کہ انھوں نے اس میں کوئی نیا گل کھلایا ہے؟ اگر کوئی سرخاب کا پر لگا دیا ہو تو دونوں کو ورنہ نمبر (۲) لے کر جلد روانہ کردو اور قیمت بھی لکھ دو، میں جلد منی آرڈر سے بھیج دوں گا۔

وہ کتاب جو آپ نقل کررہے تھے، اس کا کیا ہوا؟ رمضان سے قبل مکمل ہو جائے تو کتنا عمدہ رہے۔

مولوی ابراہیم صاحب سے مکرر سلام کہو۔ مولوی قاسم صاحب سے بھی، اور اول الذکر بزرگ سے عرض کرو کہ آخر ہمارا کیا گناہ ہے جو آپ نے بولنا بند کر دیا ہے۔

دارالعلوم کے علمی، ثقافتی، سیاسی تازہ حالات سے آگاہ کرو۔

والسلام

سعید احمد پالن پوری

یکم ستمبر ۶۷ء

مکتوب [۱۴]

﴿خط بھی ماشاءاللہ۔ چشمِ بد دور۔ بہت عمدہ کرلیا﴾

۷۸۶

۶۷/۹/۱۴ء

سعید احمد پالن پوری

راندیر، سورت

سلام مسنون

آپ کا ۹/۱۲ کا مرقومہ لفافہ آج ۹/۱۴ کو پہنچا۔ ایک ہفتے قبل 'دو ملک ایک کہانی' ﴿۱﴾ بھی ملی تھی اور ایک ہی مجلس میں اس کو تمام کر لیا تھا، لیکن اس میں از صفحہ۔۔۔تا۔۔۔﴿۲﴾ نہ ہونے کی وجہ سے ربط نہ رہا، تاہم کتاب مجموعی اعتبار سے کافی دل چسپ ہے۔ افسانوی طرز ہونے کی وجہ سے طبیعت بھی اکتاتی نہیں،

---

[۱] ابراہیم جلیس کی کتاب مراد ہے۔ یہ ایک رپورتاژ ہے، جسے اردو ادب کا شاہ کار رپورتاژ کہا جاتا ہے۔ اس میں ریاست حیدر آباد کے آخری دور کی داستان مرقوم ہے۔ رپورتاژ کی شکل میں یہ تقسیمِ ہند کا نوحہ ہے۔ ریاستِ حیدر آباد میں مذہبی ہم آہنگی تھی، لیکن تقسیمِ ہند کے ساتھ اس عظیم ریاست میں انحطاط و انتشار شروع ہو گیا۔ 1947ء میں ملک کو انگریزوں سے تو آزادی مل گئی لیکن انھوں نے جاتے جاتے نفرت و عداوت کا ایسا بیج بو یا جس کے کانٹے اب تک دونوں ملکوں کے گلے میں اٹکے ہوئے ہیں۔ اس ریاست کی آزادی اور خود مختاری کا مسئلہ سنگین تھا۔ سردار ولبھ بھائی پٹیل کی قیادت میں انڈین یونین نے ہندوستان کی تمام ریاستوں کو ہندوستان میں شمولیت کے لیے مجبور کیا اور بالآخر حیدر آباد مسلمانوں کے ہاتھوں سے نکل گیا۔ اس وقت ریڈیو حیدر آباد، دکن نے مسلمانوں کا حوصلہ بڑھانے کے لیے پروگرام نشر کیے۔ ابراہیم جلیس اس میں اسکرپٹ رائٹر کی حیثیت سے کام کر رہے تھے، 'دو ملک ایک کہانی' رپورتاژ اسی پس منظر میں لکھا گیا ہے۔ ندیم

[۲] ایک جز درمیان سے، صفحہ مستحضر نہیں۔ ۱۲

لیکن قاسم رضوی کے متعلق معلومات اس میں بھی بہ درجۂ صفر ہی ہیں۔ مجاہد الاسلام کا لفظ جگہ جگہ ملتا ہے، باقی کچھ نہیں۔ کہیں ان کی ملک پر عالم گیریت کا اثر دکھتا ہے تو کہیں ان کی صدا بہ صحرا ہوتی دکھتی ہے۔ کوئی اچھی سوانح بلکہ لائف دیکھنے ملتی تو تشفی ہوتی۔ بہ ہر حال وہ کتاب آپ کے شکریے کے ساتھ لانے والے کو ہی واپس کی جائے گی۔ 'دینی دعوت' والا پارسل بھی ملا، حجۃ الاسلام کیوں نہ بھیجی؟ وہ بھی ساتھ ہی ساتھ آ جانا چاہیے تھی۔ بہ ہر حال اب بھیجو۔ مطالعہ کر لینے کے بعد دونوں کی قیمت ان شاء اللہ جلد روانہ کروں گا۔ یہ کوئی بری بات نہ تھی، بہت عمدہ شکل تھی کہ مجلس کو آپ وی پی کے لیے کہہ دیتے۔

جو کمیٹی بھیجنے والی ہے وہ مجلس معارف القرآن کے تحت نہیں ہے، وہ تو دار العلوم کا ایک الگ شعبہ ہے، جس کا نام ہے 'تحقیقاتِ علومِ قرآنی'، پچھلے دنوں مولوی ابراہیم پالن پوری وغیرہ نے اسی میں کام کیا تھا۔ معارف القرآن یہ دار العلوم کا شعبہ ہی نہیں ہے، بلکہ الگ سے مہتمم صاحب کی زیرِ سرپرستی بمبئی کے ایک صاحب عظیم خان نے قایم کیا ہے، اس لیے دونوں میں فرق ہونا چاہیے۔

اتحاف کا مسودہ بہت پسند آیا، کوئی خامی نہیں رہی ہے اور اب کہ خط بھی ماشاء اللہ چشمِ بد دور بہت عمدہ کر لیا ہے۔

یہاں بھی بارش ہوتی رہتی ہے۔

والسلام

سعید احمد

مکتوب[۱۵]

﴿آج ایک ضروری کام آپ کے سپرد کر رہا ہوں﴾

۷۸۶

برادرم سلمہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ

آپ کی ارسال فرمودہ 'حجۃ الاسلام' پہنچ گئی ہے، مولوی ابراہیم کرماڈی اب تک نہیں آئے ہیں۔ 'دو ملک ایک کہانی' محفوظ ہے۔ اس میں ایک جز بائنڈنگ کی غلطی سے شامل ہونے سے رہ گیا ہے اور ایسا ہوتا رہتا ہے۔

آج ایک ضروری کام آپ کے سپرد کر رہا ہوں، اس کو جس قدر جلد ممکن ہو کرلو، وہ یہ کہ اس خط کے ہم راہ دو ٹائپ شدہ کاپیاں ہیں: ایک سرٹیفکیٹ ہے جو دارالعلوم سے چھپا ہوا ملتا ہے، دوسرا دارالعلوم سے علیحدگی کا تصدیق نامہ ہے وہ مدرسے کے دفترِ اہتمام کے پیڈ پر ٹائپ ہو کر ملتا ہے۔ آپ مہتمم صاحب کے نام کی جو درخواست ہے اس کو، اور انگریزی ٹائپ شدہ دونوں کاپیاں لے کر اہتمام جاؤ اور جلد کام کرا کے ارسال کرو۔ میں اس کے ساتھ ہی حضرت مہتمم صاحب اور

مولانا معراج صاحب کو خط لکھتا ہوں، امید کہ جلد کام ہو جائے گا۔ بہ ہر حال بہ قدرِ ممکن عجلت سے یہ کام کرا کر رجسٹری ارسال کرو۔

کتابوں کی قیمت اکتوبر کے شروع میں ارسال کروں گا۔

والسلام

سعید احمد پالن پوری

۲۰ر ستمبر ۶۷ء

تصدیق نامہ

تصدیق کی جاتی ہے کہ سعید احمد ولد محمد یوسف ساکن ڈبھاڈ، ضلع مہسانہ (شمالی گجرات) نے دارالعلوم دیوبند سے شوال ۱۳۸۴ھ میں فاضل کا امتحان پاس کیا۔

۲۴ر ۱۰ر ۸۴ھ کو دارالعلوم سے رخصت ہو گئے۔

اخلاقی حالت اچھی ہے۔

مکتوب[۱۶]

﴿اشرفیہ کے کتب خانے کی تبویب وتصویب﴾

۷۸۶

برادرِ عزیز

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

عرصہ ہوا آپ کا کوئی خط نہیں ملا، ممکن ہے تصوف کا تقاضا ہو!

بھئی تقشّف اچھا نہیں۔ آج یہ خط لکھنے کی اہم وجہ یہ ہے کہ ذرا دار العلوم کے کتب خانے میں جا کر مندرجۂ ذیل معلومات فراہم کروتو مشکور رہوں گا۔

(۱) کتب خانے کی کتابوں کی تقسیم کتنے فنون پر ہے اور کس طرح؟ مثلاً حدیث، اس کے تحت ذیلی عنوان مثلاً اصولِ حدیث، فقہ الحدیث، رجال الحدیث وغیرہ وغیرہ۔ اس کی نقل بھیجو۔ کتب خانے کے رجسٹر کے ابتدا میں فنون کی فہرست درج ہوتی ہے، مقصد یہ ہے کہ اشرفیہ والوں کو کتب خانے کی جدید ترتیب میں اس کا لحاظ رکھنا ہے، اس لیے دیکھنا ہے۔

(۲) رجسٹر کی ایک دو سطریں نقل کرو مع عنوان، مثلاً

نامِ کتاب	نمبر شمار	سلسلہ وار	مصنف	مطبع	زبان
بخاری	۱	۱	امام بخاری	خیریہ	عربی

اس طرح کی پوری سطر ایک دو نقل کرو اور ان کے اوپر کا عنوان بھی، تاکہ معلومات میں اضافہ ہو۔

(۳) ترتیبِ کتب خانہ اور مکررات کا رجسٹر، اس کے درمیان کیا تفاوت ہے؟

دیگر جو مناسب معلوم ہو وہ تفصیل لکھو۔ مقصد یہ ہے کہ مدرسے کے کتب خانے کی تبویب وتصویب کرنا ہے، تاکہ آپ کی فراہم کردہ معلومات سے مدد ملے۔

باقی خیریت ہے، ممکن ہوتو جواب جلد دو، انتظار ہے، کیوں کہ اس کے بعد ہی کام شروع کیا جاسکتا ہے۔

والسلام

سعید احمد عفا اللہ عنہ پالن پوری

۲۵/۹/۶۸ء

مکتوب[۱۷]

﴿علامہ سے نرم مزاج دیوبند کی سرزمین پر کوئی نہیں﴾

۷۸۶

برادرِ عزیز سلمہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ

تمھارا پہلا کارڈ ملا تھا، جس کی وجہ سے بڑی تشویش ہوئی کہ منی آرڈر اب تک نہیں پہنچا۔ بڑی تحقیق کی گئی، کچھ پتا نہیں چلا۔ اختتامِ سال پر جب مدرسے کی کتابیں جانے لگیں تو وہ فارم دست یاب ہوا جو کبھی روانہ کرنے کے لیے پُر کر کے رکھا تھا۔ إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ، اب اسی فارم کو ارسال کرتا ہوں۔

تمھارے پہلے کارڈ کا جواب جلد نہ دینے کا سبب فقط یہی تھا کہ بارِ الٰہا اس کا کیا حشر ہوا! اس کی تحقیق ہو تو لکھوں، تا آں کہ دوسرا کارڈ ملا۔ یہ نہ خطا ہے نہ نسیان، بلکہ تغافل ہے۔ تمھارا جی چاہے تو معاف کر دو، العذر عند کرام الناس مقبول۔﴿۱﴾

مولانا ابراہیم صاحب کی ناراضگی کی جو وجہ آپ نے لکھی ہے وہ غیر معقول ہے، جس بات کا آپ نے حوالہ دیا اس کا تعلق مولوی ابراہیم آچھودی سے قطعاً نہیں تھا، بلکہ مولوی ابراہیم پالن پوری مدرسِ ڈابھیل سے تھا، علاوہ بریں اس بات کی وجہ سے مولانا عبداللہ صاحب تو ناراض نہ ہوئے اور ہمارے دوست! سبحان اللہ! اس کو کہتے ہیں مدعی سست، گواہ چست! بہ ہر حال تو ہی نہ چاہے تو باتیں ہزار ہیں۔

غالباً تم نے لکھا تھا کہ علامہ﴿۲﴾ سے راہ و رسم پیدا کرنے کی کیا صورت ہوگی؟ تو عزیزم اس کے لیے کوئی راہ و رسم پیدا کرنے کی حاجت نہیں، ایک بار ہمت کر کے چلے جاؤ، خاموش بیٹھو، پھر دوبارہ جاؤ، سہ بارہ جاؤ، ان شاء اللہ خود

---

[۱] شریف لوگوں کے نزدیک عذر قبول کر لیا جاتا ہے۔ [اختیار معرفۃ الرجال، للطوسی، تعلیقات: میر داماد الاسترآبادی: 1/200] ندیم

[۲] حضرت علامہ ابراہیم صاحب بلیاویؒ مراد ہیں۔ ندیم

سے تعارف ہو جائے گا، اور یہ یاد رکھو کہ علامہ جس قدر مہیب دکھتے ہیں، ملنے پر اور تعارف ہونے پر اسی قدر شفیق بھی ہیں۔ ان سے نرم مزاج غالباً دیوبند کی سرزمین پر میرے نزدیک کوئی نہیں۔

تمھارا پروگرام کیا ہے، مطلع کرو۔

میں راندیر میں مقیم ہوں، مع اہل وعیال۔

والسلام

سعید احمد پالن پوری

۲۰/۱۱/۶۷ء

مکتوب[۱۸]

﴿ایک ہندو ماسٹر سے انگریزی پڑھتا ہوں﴾

۲۸/۱۱/۶۷ء

۷۸۶

برادرِ عزیز سلمہ

السلام علیکم

آپ کا کارڈ ملا، یہاں بحمدہ تعالیٰ خیریت ہے، امید ہے کہ سردی سے محفوظ ہوں گے۔

ایک بات یاد رکھو کہ شروع سردی وہاں کی خطرناک ہوتی ہے، اس سے حفاظت نہایت ضروری ہے، لیکن جب پوری طرح موسم شروع ہو جاتا ہے تو پھر سردی کھانا مفید ہے۔

اب مولانا۔۔۔صاحب کا قصہ تو ختم کرو، 'ایں داستان بے معنی غرق مئے ناب اولی' [1] البتہ یہ بتلاؤ وہ کہاں ہیں، دیوبند ہیں یا گھر آ گئے ہیں؟

تمھارے داخلے کے سلسلے میں ان شاء اللہ سعیِ بلیغ کروں گا، مگر میرا ارادہ یہ تھا کہ تم علامہ سے منسلک ہو جاتے تو بہت سے علوم تم سیکھ سکتے تھے، یہ چند نفوس رہ گئے ہیں، ورنہ سب اہلِ علم چلتے جا رہے ہیں۔

[1] یعنی اس بے معنی داستان کو خالص شراب میں غرق کرنے کی ضرورت ہے۔ حافظ شیرازیؒ فارسی کے عظیم شاعر ہیں، ان کا شعر ہے: من خرقہ اگر دارم در رہن شراب اولی + ایں دفتر بے معنی غرق مئے ناب اولیٰ: اگر میرے پاس خرقہ (لباسِ درویشی) ہوتا تو میں اسے گروی رکھ کر شراب لے آتا، کیوں کہ اس بے معنی دفتر کو (پاک کرنے کے لیے) پہلے خالص شراب میں غرق کرنے کی ضرورت ہوتی ہے۔ حضرت پالن پوریؒ نے اس میں ترمیم کر دی۔ ندیم

دیکھیے نا مولانا وصی اللہ صاحب الٰہ آبادی[۱] رحلت فرما گئے، جو علامہ کے شاگرد تھے۔

اس لیے میرا مشورہ تو یہ ہے کہ گھر آنے کا خیال چھوڑ کر علامہ سے منسلک ہوجاؤ اور ان سے جس قدر ممکن ہو فیض حاصل کرو۔

اس کا مطلب یہ ہرگز نہیں کہ میں خود تمھاری امداد نہ کروں گا، ضرور کروں گا۔ اس کی کیا صورت ہوگی، وہ ابھی زیرِ غور ہے۔

میں آج کل راندیر [میں] مقیم ہوں اور ایک ہندو ماسٹر سے انگریزی پڑھتا ہوں۔

'دعوۃ الحق' کا نہج بدلا ہوا شمارہ ملا، الحمدللہ کہ اب ہم بھی منھ میں زبان رکھتے ہیں۔

---

[۱] حضرت مولانا وصی اللہ صاحبؒ کی ولادت 1310ھ میں اعظم گڑھ کے علاقے فتح پور، ضلع اعظم گڑھ میں ہوئی، 1335ھ میں دارالعلوم دیوبند سے دورۂ حدیث کی تکمیل کی۔ آپ کا شمار حکیم الامت حضرت تھانویؒ کے ممتاز خلفا میں ہوتا ہے۔ 1377ھ سے آپ نے الٰہ آباد کو اپنا مسکن بنالیا اور الٰہ آبادی سمجھے جانے لگے۔ محلہ روشن باغ میں ذاتی مکان اور اس سے متصل 'وصیۃ العلوم' کے نام سے ایک دینی درس گاہ قایم کی۔ حضرت مفتی محمد حنیف جون پوریؒ اور حضرت مولانا قمر الزماں الٰہ آبادی مدظلہ وغیرہ نے آپؒ کے پاس یہیں دورۂ حدیث کی تکمیل کی۔ 25 نومبر 1967ء کو حضرتؒ کا انتقال ہوا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ [دیکھیے: کاروانِ مجدد تھانوی] ندیم

میں مولانا وحید صاحب[۱] پر ایک خط لکھوں گا، مگر فرصت کا منتظر ہوں۔ انھوں نے رسالہ نکالنے میں بہت محنت کی ہے، اللہ ان کو جزائے خیر عطا فرمائے، ملاقات ہو تو میرا سلام کہو۔

اور دیگر احوال بہ خیر ہیں، ذرا معارف القرآن سے تفسیرِ معوذتین عربی اور تراجمِ قرآنی[۲] کے بارے میں تحقیق کر کے لکھو تو، یعنی دیکھ کر، بلکہ کوئی آنے والا ہو تو تفسیر تو بھیج ہی دو، جائزۂ تراجمِ قرآنی کے متعلق تمھاری رائے مطلوب ہے۔

والسلام

سعید احمد

مکتوب[۱۹]

[۱] حضرت مولانا وحید الزماں کیرانویؒ عالمِ دین اور عربی زبان کے مایہ ناز ادیب و مصنف تھے۔ آپؒ نے دارالعلوم دیوبند میں تقریباً 27 سال تدریسی و انتظامی خدمات انجام دیں۔ 4 نومبر 1963ء کو آپ کو دارالعلوم میں باقاعدہ استاذ مقرر کیا گیا۔ 1990ء میں شوریٰ نے آپ کو دارالعلوم کی ذمّے داریوں سے سبک دوش کرنے کا فیصلہ کیا۔ [دیکھیے: وہ کوہ کن کی بات از مولانا نور عالم خلیل امینیؒ] ندیم

[۲] کتاب 'جائزۂ تراجمِ قرآنی' مراد ہے، اس میں یورپ اور ایشیا کی پچاس مختلف زبانوں میں قرآنِ کریم کے قدیم و جدید تراجم پر گفتگو کی گئی ہے۔ جولائی 1968ء میں پہلی مرتبہ مجلس معارف القرآن، دارالعلوم دیوبند سے طبع ہوئی تھی۔ ندیم

﴿علی گڑھ کا سفر اس وقت ملتوی کر دیا﴾

۷۸۶

برادرِ عزیز سلمہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ

آپ کا کارڈ ملا، حالات سے آگہی ہوئی۔

اللہ جل شانہ اعتکاف کی برکات سے بہرہ ور فرمائیں۔

علی گڑھ کا سفر اس وقت ملتوی کر دیا ہے، آیندہ پر محمول ہے، کیوں کہ زنانے کی موجودہ حالت ایسی ہے کہ اس کو چھوڑ کر سفر ناممکن ہو گیا ہے۔ رمضان بعد آؤ تو بہت مناسب رہے گا۔ والسلام

والدین مولوی آدم صاحب وغیرہم سے سلام کہو، بہ شرطِ سہولت۔ فقط

سعید احمد پالن پوری

۲۷/ ۱۲/ ۶۷ء

مکتوب [۲۰]

﴿الحمد للہ کہ کسی نہ کسی طرح داخلہ ہو گیا﴾

۸/ ۲/ ۶۸ء

۸۶ ؁

برادرِ مکرم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ

آپ کے دو خط ملے، پہلا پریشان کُن، دوسرا تسلّی افزا۔ الحمدللہ کہ کسی نہ کسی طرح داخلہ ہو گیا۔[۱] جن مولانا صاحب نے روڑا اٹکایا ہے ان کی فطرت ہے اس قسم کی حرکات کرنے کی، ویسی ہی فطرت ایک اور نائب صاحب کی ہے، خدا ان دونوں کے شر سے تمام جہان کو محفوظ رکھے۔

میں جلد جواب اس لیے نہ لکھ سکا کہ یکم فروری ۶۸ء، مطابق یکم ذوالقعدہ کو اللہ جل شانہ نے ایک اور لڑکا عنایت فرمایا، جس کی وجہ سے افکار ومشاغل نے بالکل احاطہ کر لیا تھا، بالکل ذہن جواب لکھنے پر تیار ہی نہ ہو سکا، اب دواخانے سے واپس آ گئے ہیں، جس کی وجہ سے فرصت ہوئی۔

مولوی ابراہیم یہاں آئے، مگر مجھ سے نہیں ملے اور روانہ ہو گئے، اب وہ لوناواڑہ گئے ہیں۔

---

[۱] دارالعلوم دیوبند میں افتا کے داخلے میں دشواری پیش آئی تھی، جس کی تفصیل محمود الفتاویٰ مبوب میں درج حالات میں دیکھی جا سکتی ہے۔ ندیم

ہاں وہ تاسیس النظر[1] کا ایک نسخہ کہیں سے حاصل کر لائے ہوں گے، وہ مفتی صاحب کو دیکھنے دے گئے ہیں، اگر اس خط ملنے تک تم نے نقل شروع نہ کی ہو، اور نہ معتد بہ کر چکے ہو، بلکہ ابتدا ہی ہو، تو نہ کرو، اور مجھے اطلاع دو، میں یہاں کسی طالبِ علم سے مذکور نسخے کے ذریعے کروالوں۔

باقی حالات بہ خیر ہیں۔ وہاں کے حالات سے مطلع کرو۔ کھانے کا کیا انتظام ہے؟ مدرسے میں خوراک فیس کیا ہے؟

والسلام

سعید احمد پالن پوری

مکتوب [۲۱]

﴿اب نقل کی حاجت نہیں رہی﴾

۷۸۶

برادرِ مکرم

سلام مسنون

آپ کا خط ملا، تاسیس النظر جو مولوی ابراہیم صاحب لائے ہیں وہ محمد سعید اینڈ سنز، تاجرانِ کتب، قرآن محل، مقابل مولوی مسافر خانہ، کراچی نے شایع

[1] تاسیس النظر: امام ابوزید بن عمر الدبوسی (متوفی: 430ھ) کا رسالہ کتبِ اصول میں سے ہے۔ ندیم

کی ہے، اس لیے اب نقل کی حاجت نہیں رہی۔ مولوی ابراہیم صاحب نے وہ نسخہ اعزازیہ سے خریدا ہے، اس لیے آپ اعزازیہ کے ہی کتب خانے سے خرید کر کم از کم دو نسخے اور زائد چار تک جلد ارسال کر دو اور قیمت سے مطلع کرو۔

والسلام

سعید احمد پالن پوری

۱۵/فروری، ۶۸ء

مکتوب[۲۲]

﴿مطالعہ کیا یا نہیں کیا، اس کا معیار﴾

۷۸۶

برادرِ مکرم

السلام علیکم

آپ کا کارڈ ملا، حالات سے آگہی ہوئی۔ تاسیس کی وی پی وصول ہو گئی، مگر صرف دو نسخے آنے کا افسوس رہا۔ اب بھی اگر مل جائیں تو کسی کے ہم راہ میرے نام یا مفتی صاحب کے نام مزید دو نسخے بھیج دو۔

میں عیدِ اضحیٰ پر گھر جاؤں گا، مع زنانہ کے، اور ۱۵/ذی الحجہ کے بعد ہی واپسی ہوگی، اس لیے کسی ایسے آدمی کے ہم راہ 'شامی' منگاؤ جو لے جا سکے، ڈاک

سے کتاب خراب ہوگی اور صرفہ زیادہ آئے گا۔ جو جو جلدیں ضروری ہوں وہ لکھو، میرے پاس دو نسخے تو نہیں کیوں کہ ماموں کا تو واپس کر دیا، مگر پھر بھی تم کو ضرور دوں گا، مگر ایک شرط ہے؛ جو اجزا تم لے جاؤ گے اس کا مطالعہ کرنا تم پر فرض ہوگا، محض تسلّیِ خاطر کے لیے میں دینے کے لیے ہرگز تیار نہیں ہوں اور مطالعہ کیا یا نہیں کیا اس کا معیار میں نے یہ طے کیا ہے کہ اس کی تفصیلی فہرستِ مضامین یا مسائل مرتب کرو، جب میں سمجھوں کہ آپ نے مطالعہ کرلیا ہے۔

بہ ہر حال یہ شرط منظور ہو تو (اور یقیناً منظور ہوگی) لکھو، جو اجزا کہو بھیج دوں۔

جائزۂ علومِ قرآنی کے متعلق معلومات بھیجو۔

والسلام

سعید احمد عفا اللہ عنہ پالن پوری

۲/ مارچ، ۶۸ء

مکتوب [۲۳]

﴿ 'جائزۂ تراجمِ قرآنی' کے متعلق تحقیق فرمائیں ﴾

۷۸۶

برادرِ مکرم

سلام مسنون

میں غالباً ۱۸/ذی الحجہ کو گھر سے راندیر جاؤں گا، آپ کوئی آنے جانے والا ہو تو اس کے متعلق تحریر فرمائیں، تاکہ اس کے ساتھ آپ کی مطلوبہ کتب ارسال کرسکوں۔

دیگر 'جائزۂ تراجمِ قرآنی' کے متعلق تحقیق فرمائیں اور کوئی آنے والا ہو تو ایک نسخہ بھیج دیجیے۔

والسلام

سعید احمد

۱۶/ ۳/ ۶۸ء

مکتوب[۲۴]

﴿معاملات کے مسائل پر خاص توجہ مبذول کرو﴾

۷۸۶

برادرِ مکرم

سلام مسنون

۱۶/مارچ کا ارسال کردہ مکتوب ملا۔ میں گھر سے چلنے کی تیاری کر ہی رہا تھا کہ اچانک بیمار پڑ گیا اور دو تین روز سفر ملتوی کرنا پڑا اور ۲۱/کو راندیر پہنچا۔ پہنچنے پر آپ کا مکتوب ملا، مگر افریقی طلبا اس سے قبل ہی روانہ ہو گئے تھے اور فی الحال

متلاشی ہوں کہ کوئی صاحب ملیں تو جلدِ خامس اور رابع دونوں بھیج دوں، کیوں کہ معاملات کے مسائل میں ہمارے طلبا بالکل نابلد ہوتے ہیں، میں خواہش مند ہوں کہ تم معاملات کے مسائل پر خاص توجہ مبذول کرو۔

گھر سے ایک کارڈ لکھا تھا، اس کی تعمیل ہو سکے اس وقت کرو، باقی خیریت ہے۔

والسلام

سعید احمد پالن پوری

۲۵/ ۳/ ۶۸ء

مکتوب[۲۵]

﴿مکمل، مبسوط، ہر ہر جُزیے کی فہرست﴾

۷۸۶

برادرِ مکرم

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

۱۰/ اپریل کا مکتوب ملا، اس سے قبل گذشتہ کل جمعرات کو مولوی ایوب صاحب تشریف لائے تھے، ان کے ہم راہ کتاب دے چکا ہوں، وہ آیندہ سنیچر کو یعنی ۲۰/ اپریل کو واپسی کا ارادہ ظاہر کر رہے تھے۔

شامی کی چہارم اور پنجم اور چہل حدیث جامی دی ہیں، وہ واپسی کے وقت مجھ سے ملنے کا وعدہ کر آئے ہیں۔

مہتمم صاحب[۱] سے ملنے کا ایک تو رات کا وقت ہونے کی وجہ سے مناسب نہ تھا، دوسرے ان کا جواب مجھے معلوم تھا کہ 'میں طویل عرصے سے باہر ہوں، اس لیے مجھے حالات کا علم نہیں ہے'۔

باقی حالات بہ خیر ہیں، مولانا اشرف صاحب ہنوز واپس تشریف نہیں لائے۔

ارسال کردہ شامی میں طباعتی اغلاط ہیں، اس لیے بیدار مغزی سے مطالعہ کرنا ضروری ہے۔ دارالافتا میں دو نسخے ہیں: ایک وہی جو میرا ارسال کردہ ہے، اس میں مفتی مہدی حسن صاحب نے جگہ جگہ تصحیح کی ہے، مگر وہ بھی تمام اغلاط کی نہیں ہے، اس لیے صحیح تر نسخہ میمنیہ (مصر) کا ہے، جو دارالافتا میں بالکل بوسیدہ حالت میں ہے۔ کتب خانے میں بھی وہ نسخہ غالباً ہوگا، تو وہاں سے تصحیح کی جا سکتی ہے، اور اگر کسی جگہ سمجھنے میں تردد پیش آئے تو 'غایۃ الاوطار'[۲] اردو ترجمہ ہے درِمختار کا، اس کا مطالعہ کیا جائے۔

---

[۱] حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب قاسمی نور اللہ مرقدہ، سابق مہتمم دارالعلوم دیوبند۔ ندیم

[۲] اس کے مترجم حضرت مولانا خرم علیؒ ہیں اور تکمیل حضرت مولانا محمد احسن صدیقی نانوتویؒ نے کی ہے۔ ندیم

پھر بھی حل نہ ہو تو مفتی محمود صاحب[۱] سے رجوع کیا جائے، اور دونوں جلدوں کی مکمل مبسوط ہر ہر جُزیے کی[۲] علیحدہ علیحدہ مرتب کی جائے۔ مفتی محمود صاحب مدظلہ کی مرتب کردہ فہرست سے نقل کافی نہیں ہے، ان کے پاس کبیری، المدخل، شامی وغیرہ کئی کتب کی مفصل فہارس مرتب شدہ ہیں، آپ کہیں ان سے مانگ کر نقل کر لو اور مجھے دھوکا دے دو تو یہ کافی نہیں۔

والسلام

[۱] فقیہ الامت حضرت مفتی محمود حسن گنگوہی نور اللہ مرقدہ مراد ہیں۔ آپ کی ولادت 8 یا 9 جمادی الثانیہ، 1325ھ، شبِ جمعہ کو گنگوہ میں ہوئی۔ ابتدائی تعلیم حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ کی صاحب زادی کی بیٹھک میں جاری مکتب میں ہوئی۔ حافظ کریم بخش کے سامنے کلام پاک حفظ کیا۔ اس کے بعد مولانا فخر الدین گنگوہیؒ سے 'آمد نامہ' شروع کیا۔ اس کے بعد والد ماجد کے ساتھ نہٹور چلے آئے۔ یہاں رہ کر مولانا امتیاز حسینؒ سے 'آمد نامہ'، 'حمد باری'، 'مصدرِ فیوض'، 'کریما' اور 'پند نامہ' پڑھیں اور والد صاحب سے 'میزان منشعب'، 'مالا بد منہ' اور 'بوستان' کے چند سبق پڑھے۔ 1341ھ میں مظاہرِ علوم میں داخلہ لیا۔ 1348ھ میں دار العلوم دیوبند میں داخل ہوئے۔ 1351ھ میں مظاہر علوم میں آپ کا تقرر 'معین مفتی' کی حیثیت سے ہوا۔ 26 جمادی الاولیٰ 1385ھ (23 ستمبر 1965ء) کو آپ کو دار العلوم دیوبند بلایا گیا۔ 18 ربیع الثانی 1417ھ، 2 ستمبر 1996ء کو ہندستان میں 17 ربیع الثانی تھی، گویا 18 کی شب (جب کہ افریقہ میں 19 کی شب تھی)، یہ آفتابِ رشد و ہدایت وطن سے دور جنوبی افریقہ میں غروب ہو گیا۔ [دیکھیے: 'حیاتِ محمود'] ندیم

[۲] غالباً: لفظ 'فہرست' رہ گیا۔ ندیم

مکتوب[۲۶]

﴿فہرست مرتب کرانے کا منشا﴾

۷۸۶

برادرِ عزیز

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

۱۷/۴/۶۸ء کا مکتوب ملا، المؤمن لا یَخدع ولا یُخدع﴿۱﴾ کا شرعی نظام کیا ہے؟ غالباً حدیث تو ہے نہیں، نہ کسی بزرگ کا مقولہ سنا ہے، لہٰذا اس کی حیثیت بھی ’ایجادِ بندہ‘ سے زائد کی نہیں رہتی۔

فہرست کی سائز آپ کو متعین کرنا ہوگی، کیوں کہ وہ آپ کی مملوک ہوگی، مجھے صرف دکھانا ہوگا، مجھے فہرست کی ضرورت نہیں ہے، ہاں البتہ دورانِ مطالعہ کوئی اہم جزئیہ یا غیر باب کا جزئیہ آجائے تو کتاب کے شروع یا آخر کے صفحاتِ ٹائٹل پر

---

[۱] یعنی مومن نہ دھوکا دیتا ہے، نہ دھوکا کھاتا ہے۔ جیسا کہ حضرت پالن پوریؒ نے فرمایا: ’غالباً یہ حدیث تو نہیں‘، تلاشِ بسیار کے باوجود ہمیں اس کے ماخذ تک رسائی نہیں ہوسکی، البتہ یہ مشہور حدیث ہے: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم أَنَّهُ قَالَ: "لَا يُلْدَغُ الْمُؤْمِنُ مِنْ جُحْرٍ وَاحِدٍ مَرَّتَيْنِ". [بخاری: 6133] حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے، حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: مومن کو ایک سوراخ سے دو بار نہیں ڈسا جاتا۔ ندیم

مقید کرلیجیے تاکہ وہ میرے کام آئے۔

میرا منشا مفصل فہرست مرتب کرانے کا یہ ہے کہ تم معاملات کے مسائل سمجھ لو، کیوں کہ بلا فہم فہرست مکمل نہیں ہوسکتی۔

مولوی ایوب صاحب روانہ ہو گئے ہیں، غالباً پہنچ گئے ہوں گے۔ مولانا اشرف صاحب[۱] بھی آنے ہی کو ہیں۔ تمھاری سند پر دستخط نہیں کیے تھے[۲]، اس سلسلے میں بے کارؔ صاحب[۳] تمھارے والد کے پاس گئے ہوں گے تو ان کو علم ہوا ہوگا جس سے وہ بہت افروختہ ہیں اور مولانا اشرف صاحب کے تشریف لانے پر وہ ملاقات کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں، تاکہ ذرا جھاڑیں۔

قاری اخلاق صاحب اور مولانا عبداللہ سلیم صاحب، نشاطؔ صاحب وغیرہ متعلقین سے سلام کہو۔

---

[۱] حضرت مولانا احمد اشرف صاحبؒ، سابق مہتمم دارالعلوم اشرفیہ، راندیر، سورت۔ ندیم

[۲] بعد میں دستخط کر دیے تھے۔ ندیم

[۳] بے کارؔ صاحب اصلاً خانپور کے تھے، بعد میں راندیر میں سکونت اختیار کی۔ حضرت خانپوری دامت برکاتہم کے والدِ گرامی کے جگری دوست اور آپ کے بہنوئی کے والد تھے۔ نام منشی ابراہیم دادا بھائی اور تخلص بے کارؔ تھا۔ گجراتی زبان کے مزاحیہ شاعر و ادیب تھے۔ بہ قول مفتیِ اعظم گجرات، حضرت مفتی سید عبدالرحیم لاجپوریؒ "بے کارؔ تھے، مگر بڑے کام کے تھے"۔ گجراتی زبان میں ان کا مجموعۂ کلام 'دھرتی نو دھبکار' یعنی زمین کی دھڑکن کے نام سے شایع ہوا ہے۔ ندیم

والسلام

سعید احمد پالن پوری

۲۲/ ۴/ ۶۸ء

مکتوب[۲۷]

﴿'انوارِ محمود' کے متعلق تحقیق﴾

۷۸۶

برادرِ مکرم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کافی روز ہو گئے، آپ کا کوئی خط نہیں ملا، خیریت تو ہے؟ پھر کیا مشاغل درپیش ہیں؟

کتابیں پہنچی یا نہیں؟ کوئی اطلاع ہی نہیں آئی۔ مولانا ایوب بابر صاحب تو کافی روز ہوئے روانہ ہو گئے ہیں۔

'انوارِ محمود' کے بارے میں معلومات درکار ہیں، یہاں نہیں ہے۔ کتنے میں ملتی ہے؟ کہیں سے حاصل کر کے دیکھو۔ کس کی کس کی تقریریں ہیں، موضوع سننِ ابوداود ہی ہے یا کوئی دوسری کتاب بھی ہے۔ کس نے وہ تقریریں ضبط کی

ہیں؟ امید کہ اس سلسلے میں معلومات جلد فراہم کرو گے۔[۱]

مولوی اشرف صاحب حج سے واپس آگئے ہیں۔ گرمی معتدل ہے۔ حالات اچھے ہیں اور ہاں میں ۱۵؍صفر کو مع فیملی گھر جاؤں گا، چھوٹے بھائی کی ۱۷؍صفر کو شادی ہے اور ۱۹؍کو غالباً ان شاء اللہ واپسی ہو جائے گی، اس لیے مطلوبہ معلومات اس سے قبل آجائیں تو کیا کہنا!

والسلام

سعید احمد پالن پوری

۷؍مئی ۶۸ء

مکتوب[۲۸]

﴿آپ کا پہلا کارڈ عجیب ڈرامائی انداز میں ملا﴾

۷۸۶

برادرم

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

---

[۱] انوار المحمود علی سنن ابی داود میں چار اکابر کی عربی تقریرات جمع کی گئی ہیں، حضرت مولانا محمود حسن دیوبندیؒ، حضرت مولانا انور شاہ کشمیریؒ، حضرت مولانا خلیل احمد سہارن پوریؒ اور حضرت مولانا شبیر احمد عثمانیؒ۔ ندیم

۶/۸ کا کارڈ آج ۶/۱۶ کو گھر سے آنے کے بعد ملا۔ آپ نے یہ بھی لکھا ہے کہ اس سے قبل ایک کارڈ ارسال کیا ہے، مگر وہ اب تک مجھے نہیں ملا، ایک چلا ہوا فقرہ ہے 'ہم الزام ان کو دیتے تھے قصور اپنا نکل آیا'[۱] کیوں کہ میں نے ایک کارڈ یا لفافہ اسی مضمون کا ارسال کیا تھا کہ 'انوارِ محمود شرح سنن ابی داوٗد' کے بارے میں معلومات درکار ہیں، کتاب یہاں نہیں ہے، تو جلد بھیجو (اب اس کی ضرورت نہیں رہی، کیوں کہ جامعہ سے کتاب مجھے دست یاب ہوگئی ہے، لیکن ایک ہی جلد ملی ہے جو تا ختم کتاب المناسک ہے، آپ ذرا یہ معلوم کرکے لکھیں کہ اتنی ہی شایع ہوئی ہے یا اور بھی، یعنی دوسری جلد بھی شایع ہوئی ہے)۔[۲] اس کا منتظر بیٹھا تھا کہ آج جواب آئے کل آئے، مگر معلوم ہوتا ہے کہ میرا وہ خط ہی آپ کو نہیں ملا، بہ ہر حال میرے خط نہ لکھنے کی وجہ آپ کے خط کے انتظار میں رہنے میں منحصر ہے۔

اب ذرا ایک کام اور کرو، ابوداود شریف کے اردو ترجمے دو ہوئے ہیں: (۱) ہدی المحمود از مولانا وحید الزماں صاحب لکھنوی، وہ تو یہاں ہے (۲) مولانا

---

[۱] مومن خاں مومنؔ کی غزل کا شعر ہے: یہ عذر امتحان جذب دل کیسا نکل آیا + میں الزام اس کو دیتا تھا قصور اپنا نکل آیا۔　ندیم

[۲] اب یہ لکھیں کہ دوسرا جز کتنے صفحات میں کہاں تک شرح سمیت مل سکا ہے۔ ۱۲

دوسری جلد 'کتاب النکاح' سے 'کتاب الادب' تک ہے۔　ندیم

عبدالاول صاحب کا ترجمہ ہے، جو نہ یہاں ہے، نہ ڈابھیل۔

ذرا دارالعلوم کے کتب خانے کا جائزہ لے لو تو کہ وہ ترجمہ وہاں ہے یا نہیں؟ ہوتو اس کے متعلق جلد از جلد معلومات ارسال کرو۔ عبدالاول صاحب کون ہیں؟ ان کے بارے میں حالات معلوم ہوسکیں تو لکھو۔ جو بات لکھو اس کا حوالہ ضرور دو، تاکہ اس سے علی وجہ البصیرت کام لیا جاسکے۔

میلاد النبی کی تعطیلات میں گھر گیا تھا، رات ہی آیا ہوں۔ آج اتوار ہے، آیندہ کل یہ کارڈ روانہ ہوگا۔ باقی ہر طرح خیریت ہے، تمھارے کوائف سے مطلع کرو۔ گرمی یہاں کم ہے، بارش ہنوز نہیں ہوئی۔

والسلام

سعید احمد پالن پوری

نوٹ: آپ کا پہلا کارڈ عجیب ڈرامائی انداز میں ملا، یعنی ۱۱/۶ کا مکتوب جس میں 'انوارِ محمود' کے بارے میں معلومات درج ہیں، آپ نے پوسٹ: راندیر، ضلع سہارن پور، یوپی لکھ دیا ہے، جس کی وجہ سے یہ خط مظاہر علوم سہارن پور چلا گیا اور میرے بھائی محمد امین[۱] کو ملا، اس نے ایک لفافے میں بند کر کے میرے نام

[۱] حضرت مفتی امین پالن پوری مدظلہ مراد ہیں، سالِ ولادت 1952ء ہے، 1982ء سے دارالعلوم دیوبند میں تدریسی خدمات انجام دے رہے، متعدد کتابوں کے مصنف ہیں۔ ندیم

راندیر ارسال کیا، چوں کہ میلاد النبی کی تعطیلات میں مَیں گھر روانہ ہو گیا تھا اس لیے مدرسے والوں نے امین کا لفافہ میرے گھر کے پتے سے بدل کر روانہ کیا، ادھر میں گھر سے راندیر کے لیے روانہ ہو گیا، مگر چند طلبا آنا باقی رہ گئے تھے، ان کے ہم راہ آج ملا۔ ۱۲

مکتوب [۲۹]

﴿حدیث: هُوَ الطَّهُورُ مَاؤُهُ الْحِلُّ مَيْتَتُهُ میں حِل کے معنی﴾

۲/۷/۶۸ء

۸۶ھ

برادرِ مکرم

سلامٌ علیکم ورحمۃ اللہ

میں نے ایک کارڈ لکھا تھا جس میں انوارِ محمود کی جلدِ ثانی کی معلومات درکار تھی، مگر اس کا اب تک جواب نہیں ملا۔ آج ایک اور ضرورت درپیش ہے: ترمذی شریف، باب: ما جاء فی ماء البحر میں روایت ہے، الحل میتته الخ، یہاں حل کے معنی ’پاک‘ حضرت علامہ نے بتائے تھے، اس کے بعد فرمایا تھا کہ ہم اسی معنی کو حضرت شیخ الہند کے حوالے سے بیان کرتے تھے، چناں چہ العرف

الشذی میں بھی [یہی معنی] انھی کے حوالے سے لکھے ہیں،﴿۱﴾ لیکن بعد میں ابوداود شریف کی شرح جو سرطاوی کی ہے اور مدرسے میں موجود ہے، مگر قلمی ہے، اور یہ شارح امام نووی سے بھی قدیم ہیں، انھوں نے بھی یہی معنی کیے ہیں۔ یہ تفصیل علامہ نے اس لیے فرمائی تھی کہ تحفة الأحوذی میں مبارک پوری صاحب نے اعتراض کیا ہے کہ محمود کی توضیح محمود نہیں ہے، اور وجہ یہ بتائی ہے کہ یہ حل کے معنی طہارت اکابر نے نہیں کیے ہیں۔ علامہ فرمایا کرتے تھے کہ یہ سرطاوی تو تمھارے ابّا ہیں۔ بہ ہر حال اسی شرح کے متعلق دارالعلوم کے شعبۂ مخطوطات سے معلومات حاصل کرنا ہیں، اب تو سنا ہے کہ مخطوطات کا کیٹلاگ بھی مرتب ہو گیا ہے، اس لیے تلاش میں بھی آسانی ہوگی، امید کہ اکلِ طعام سے بھی پہلے میرا یہ کام کروگے، لأن

---

[۱] حدیث اس طرح ہے: أَنَّ الْمُغِيرَةَ بْنَ أَبِي بُرْدَةَ وَهُوَ مِنْ بَنِي عَبْدِ الدَّارِ أَخْبَرَهُ، أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ، يَقُولُ: سَأَلَ رَجُلٌ رَسُولَ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّا نَرْكَبُ الْبَحْرَ وَنَحْمِلُ مَعَنَا الْقَلِيلَ مِنَ الْمَاءِ، فَإِنْ تَوَضَّأْنَا بِهِ عَطِشْنَا، أَفَنَتَوَضَّأُ مِنْ مَاءِ الْبَحْرِ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: "هُوَ الطَّهُورُ مَاؤُهُ الْحِلُّ مَيْتَتُهُ". [ترمذی: 69] حضرت پالن پوریؒ نے اپنی کتاب میں اس کی شرح کرتے ہوئے تحریر فرمایا ہے: الحِلُّ: مصدر ہے، بہ معنی الحلال اور میتتہ (مرکبِ اضافی) اس کا فاعل ہے، اور حدیث کا لفظی ترجمہ ہے: 'دریا پاک کرنے والا ہے، اس کا پانی، حلال ہے اس کا مردار'۔ حنفیہ کے نزدیک حدیث کے دونوں جملوں کا مصداق ایک ہے اور پہلے جملے میں سمندر کے پانی کا حکم بیان کیا گیا ہے اور دوسرے جملے میں سائل کے ذہن کو صاف کیا گیا ہے اور کمالِ اتصال کی وجہ سے واو کے ذریعے عطف نہیں کیا گیا، الخ۔ [تحفۃ الالمعی: 1/310] ندیم

اَلاِنْتِظار اَشَدُّ مِنَ الْمَوت۔[۱]

(۲) مولانا محمد میاں، شیخ الحدیث امینیہ کا تازہ کتابچہ 'اسلام اور انسانی جان کی عزت وحفاظت' جس کی قیمت ۵۰/ پیسے شایع ہوئی ہے، اگر یہ رسالہ دیوبند میں ملے تو خرید کر بک پوسٹ سے بھیج دو۔

(۳) پاکستان سے جو مرقاۃ شرح مشکاۃ شایع ہو رہی تھی، وہ کتنے جُز آئے ہیں اور کس قدر باقی ہے؟ نیز وہ دیوبند میں مل جاتے ہیں یا نہیں ملتے؟ ہوں تو کیا قیمت ہے؟

باقی خیریت ہے۔

والسلام

سعید احمد پالن پوری

مکتوب [۳۰]

﴿درسیات کے مصنفین کا تفصیلی تعارف﴾

۷۸۶

برادرِ مکرم

السلام علیکم

[۱] ضرب المثل ہے: اَلاِنْتِظارُ اَشَدُّ مِنَ الْمَوت: مطلب یہ ہے کہ 'انتظار موت سے بھی شدید تر ہوتا ہے'۔ ندیم

آپ کا لفافہ ملا، مشکور ہوں۔ رسالہ 'دار العلوم' کے محبوب رضوی صاحب کے مضمون کی نقل بہت اچھا ہوا آپ نے بھیج دی۔ اس سے قبل ایک کارڈ میں سرطاوی کی شرح ابی داود کے متعلق تفتیش کے لیے لکھا ہے، وہ اب نہ کیجیے، دراصل مجھ سے کاپی لکھنے میں غلطی ہوگئی تھی، وہ خطابی[۱] تھا جو سرطاوی قلم بند ہو گیا تھا، امید کہ آپ کو جو فضول زحمت دی، اس سے معاف فرمائیں گے۔

میں اب ایک اور کتاب ہاتھ میں لے چکا ہوں، جس کا نام ہوگا 'الکتب الدراسیة و مصنفوها، تعریفها و حیاتهم' جس میں ہندوستان میں رائج درسیات کا اور ان کے مصنفین کا تفصیلی تعارف کرانا مقصود ہے اور وہ بھی صرف عربی کتب کا، اس لیے آپ تعلیمات سے دار العلوم کا نصاب حاصل کر کے ارسال فرمائیں، وہ چھپا ہوا ہے اور مل جاتا ہے۔ اگر وہ انکار کریں تو حضرت مولانا فخر الحسن صاحب مدظلہ کو میرا یہ خط دکھائیں، وہ اجازت مرحمت فرما دیں گے۔

اس کتاب کے لیے مجھے بڑی جد و جہد کرنا ہوگی اور رمضان کی تعطیلات میں طویل سفر بھی کرنا ہوگا، کیوں کہ مصادر و مراجع کی کتابیں یہاں نہیں ہیں، دعا کرو اللہ پاک یہ کام پایۂ تکمیل کو پہنچائے، کیوں کہ درسی مشاغل نے ہمت توڑ رکھی ہے۔

---

[۱] ابو سلیمان خطابیؒ کی شرح ابو داود کا نام 'معالم السنن' ہے۔ ندیم

سہارن پور کے ایک خط سے معلوم ہوا ہے کہ میرے چھوٹے بھائی عبدالمجید﴿۱﴾ کی طبیعت زیادہ خراب ہے، والد صاحب کو انھوں نے تار بھی کیا ہے اور غالباً والد صاحب جا چکے ہوں گے، دعا فرمائیں کہ اللہ اس کو صحت عطا فرمائے۔

بارش کئی دنوں سے مسلسل ہو رہی ہے، موسم کبھی پُر بہار ہوتا ہے تو کبھی حرارت آمیز، امید کہ آپ حضرات بہ خیر ہوں گے، اور نصاب کو حتی الامکان جلدی ارسال فرمائیں۔

والسلام

سعید احمد

۸/۷/۱۹۶۸ء

مکتوب[۳۱]

﴿تمام نصاب آنے پر کام شروع کیا جائے﴾

۷۸۶

برادرِ مکرم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ

[۱] حضرت مولانا عبدالمجید صاحبؒ متوفی یکم جنوری 2015ء، عالم اور کاشت کار تھے۔ ندیم

'الثقافة الإسلامية فی الهند'﴿۱﴾ تلاش کرائی، مگر کہیں پتا نہیں چلا، جن طالبِ علم صاحب نے پتا دیا ہے اگر ان کی کتاب مل سکے اور وہ استفادے کے لیے دے سکیں تو ان کا بڑا کرم ہوگا، یعنی کتاب رجسٹری سے آجائے اور چند روز کے بعد رجسٹری سے واپس کر دی جائے، اور ان کے پاس وہ کتاب نہ ہو یا نہ عنایت فرما سکتے ہوں تو پھر آپ ہی فرمائیں کیا سبیل اختیار کی جائے؟

ڈابھیل تلاش کرنے کے لیے کہا تھا، وہاں کی اطلاع دیر سے آئی، اس لیے جواب میں تاخیر ہوگئی۔

اہلِ حدیث کا مدرسہ جو بڑے سے بڑا ہو اور جہاں سے ان کا نصاب مل سکے اس کا پتا مطلوب ہے، [دارالعلوم میں] اہلِ حدیث طلبا ہوتے ہیں، ذرا ان سے معلوم کر کے لکھو، ان کا نصاب منگانا ہے۔ کیرالا [کی] طرف جو مدرسے ہوں، ان کے نصاب بھی مطلوب ہیں، لہٰذا کیرالا کے طلبا سے معلوم کر کے پتا لکھو، اس کے علاوہ مدرسۃ الاصلاح، اعظم گڑھ کے متعلق معلوم کرو کہ اس کا نصاب علیحدہ ہے؟ اگر ہو تو اس کا پتا بھی۔ تمام نصاب آنے پر کام شروع کیا جائے، تاکہ جامع ہو۔

---

[۱] مفکرِ اسلام حضرت مولانا علی میاں ندویؒ کے والدِ گرامی حضرت مولانا سید عبدالحیی حسنیؒ کی عربی تصنیف ہے، اب اس کا اردو ترجمہ بھی شایع ہو گیا ہے۔ ندیم

باقی خیریت ہے، بارش آج کل ہو رہی ہے۔

والسلام

سعید احمد پالن پوری

۳/اگست ۶۸ء

مکتوب [۳۲]

﴿سیلاب آیا اور گیا اور دوسرے کئی سیلاب چھوڑ گیا﴾

۲۶/اگست، ۶۸ء

۷۸۶

برادرِ عزیز سلمکم اللہ

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ

کارڈ ملا، یہاں خیریت ہے۔ سیلاب آیا اور گیا اور دوسرے کئی سیلاب چھوڑ گیا، مثلاً کیچڑ کی پیداوار کا، مچھروں کا، سڑے ہوئے اناج کی بدبو کا، اشیاے ضرورت کے فقدان کا، اور سب سے بڑا سیلاب افواہوں کا۔

میرے گھر میں دو فٹ پانی داخل ہو گیا تھا، کتابیں اوپر منتقل کر دی تھیں، دوسرا سامان مناسب موقع پر رکھ کر گھر والوں کو اس میں بھائی کے ہاں، اور احقر بخاری صاحب کے ہاں پناہ گزیں ہو گئے تھے۔ اڑتالیس گھنٹوں کے بعد پانی اتر گیا اور نظم

بہ حال ہو گیا۔ ۵۹ء سے دو فٹ زائد پانی آ گیا۔ پھر دونوں مدرسوں کا معمولی نقصان ہوا یعنی کچھ اناج و ناج خراب ہوا، باقی ہر طرح عافیت ہے، ویسے راندیر بھی زیادہ نقصان نہیں ہوا۔ سورت میں اناج محتکرین کا زیادہ خراب ہوا۔ سورت راندیر سے اوپر جو بستیاں لبِ ندی ہیں، ان کا زیادہ نقصان ہوا۔ وزیرِ اعلیٰ، گجرات کے اعلان کے بہ موجب ایک ہزار انسان اور ستّر ہزار جانور نذرِ سیلاب ہوئے۔

وہ لڑکا کتاب نہ دے تو کم از کم اس سے اقتباس لے کر بھیج دو، یعنی منشعب کے لیے، مراح الأرواح کے مصنف کا بھی صرف نام ملتا ہے، احوال نہیں۔ فراہمیِ نصاب کے لیے آپ کی مساعی کا ممنون ہوں۔ سرائے میر سے میں منگا لوں گا۔ بخاری جلد ثانی اچھی جگہ گئی اور مستقبل کے لیے اچھی امید بندھ گئی۔ نصاب آنے پر جلد روانہ کرو، جو بھی آ جائے اسے بھیج دو، توأم[۱] بنانے کے لیے کسی ایک کو دوسرے کے آنے تک روکے نہ رکھو۔ ایکسپریس سے بھیجنا، اللہ پاک جزائے خیر دے۔

مولانا عبدالرحیم صادق صاحب ۲۳/اگست بہ روز جمعرات وفات پا گئے، اللہ مغفرت فرمائے۔ دیکھیے نا مولانا منظور احمد صاحب مظاہری، مولانا جلیل صاحب سبھی چل دیے۔

---

[۱] ایک طرح کا خط جس میں دو ورقوں کو تلے اوپر رکھا جاتا ہے۔ ندیم

باقی ہر طرف خیریت ہے، ولی وغیرہ احباب سے سلام مسنون کہو۔

والسلام

سعید احمد عفا اللہ عنہ پالن پوری

مکتوب [۳۳]

﴿آپ کی بیعت کا اندازہ تواب ہوا﴾

۷۸۶

برادرم

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ

آپ کا خط ملا، احوال سے واقفیت حاصل ہوئی، نائب صاحب کی وفات کی اطلاع الجمعیۃ سے ہوگئی تھی، آپ کے خط سے تفصیل معلوم ہوئی، اللہ مغفرت فرمائے، دارالعلوم کی بڑی خدمت فرمائی ہے۔

آپ کی بیعت کا اندازہ تو اب ہوا، البتہ قیامِ سہارن پور کی خبر مولانا بابر صاحب رویدروی کے خط سے پہنچ چکی تھی، قیاساً میں نے سمجھ ہی لیا تھا، اب آپ نے صراحت فرمائی، اللہ پاک آپ کو اس نیک راہ میں برکت عطا فرمائے اور حلاوتِ ایمانی سے ہم کنار کرے، گاہ بہ گاہ سہارن پور جاتے رہنا چاہیے اور دعاؤں میں اس تہی دامن کو بھی یاد رکھیں تو زہے نصیب وسعادت!

'آثار السنن' پر شاہ صاحب کی تعلیقات کے متعلق بہت سے لوگوں کو شبہ تھا، شوق صاحب کے صاحب زادے تو بالکل انکار کرتے تھے اور از قبیلِ استحالہ بتلاتے تھے، 'ابکار المنن' میں بھی غالباً انھوں نے لکھا ہے، یہ کس قدر خوش فہمی، دانائی کی بات ہوئی کہ شاہ صاحب کی تعلیقات عکسی آ گئی اور 'قضایا قیاساتھا معھا' کا مصداق بن گئی، تا کہ اب کسی کو مجالِ انکار ہی باقی نہ رہے۔ بازار میں اس کی کیا قیمت پڑتی ہے، صفحات کتنے ہیں؟ جلدیں بھی، اس کی اطلاع کے بعد لکھوں کہ کتنے نسخے درکار ہیں۔ ایک قاری صاحب اور ایک مجھے تو لینا ہی ہے، آپ اطلاع دو تو رقم بھیجیں۔

ولی سے سلام

والسلام علیکما ورحمۃ اللہ

سعید احمد عفا اللہ عنہ پالن پوری

۷/۹/۶۸ء

مکتوب [۳۴]

﴿بھئی خط لکھنے میں دیر ہی کیا لگتی ہے﴾

۷۸۶

برادرِ مکرم

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کا خط ملا، اس سے ایک روز قبل مولوی ایوب صاحب نے 'جائزہ' پہنچایا تھا۔ اس کا انتظار تو اب –مولانا عبدالرحیم صادق صاحب کی وفات کے بعد– ختم ہو چکا تھا، مجھے چنداں اب انتظار رہا نہ تھا، لیکن آپ نے بہت اچھا کیا کہ بھیج دیا، ممنون ہوں۔ اس کی قیمت عن قریب منی آرڈر سے روانہ کروں گا۔ کتاب کچھ زیادہ پسند نہیں آئی، خاصی محنت سے لکھی بھی نہیں گئی۔ اردو پر باب ہے، وہ کچھ محنت سے مرتب ہوا ہے، باقی اللہ اللہ خیر صلی۔[۱]

آثار السنن تو ضرور آنے پر بھیجیں، سالانہ تک بھی بازار میں آجائے تو محمد امین کے ہم راہ گھر بھیج دیں، اگر قیمت معلوم ہو جاتی تو اس کو ارسال کر دیتا۔

مولانا رموزی نے لکھا ہے کہ 'شاہ صاحب آثار کی تصنیف میں شریک ہیں'۔ شوق کے صاحب زادے فوقانی صاحب اس کا انکار کرتے ہیں اور غالباً تعلیق کا انکار تو وہ نہ کرتے ہوں گے۔

بھئی خط لکھنے میں دیر ہی کیا لگتی ہے، کل ۵ منٹ، لیکن اس کے لیے طبیعت کی آمادگی شرط ہے۔

باقی خیریت ہے۔

[۱] بس اسی قدر/اس سے زیادہ کچھ نہیں/آگے کچھ نہیں/کچھ اور نہیں۔ ندیم

والسلام

سعید احمد عفا اللہ عنہ

۱۴/ رجب، ۸۸ھ

مکتوب [۳۵]

﴿ردالمحتار پر دمشق کے ایک عالم کا حاشیہ﴾

سعید احمد، بنگلے والے

مقام: ڈبھاڑ

پوسٹ: جونی سیندھنی

بہ راہ: کھیرالو، ضلع: مہسانہ

۷۸۶

برادرِ عزیز سلمکم اللہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ

آپ کا خط ملا، اچھا ہوا آپ نہ آئے، خواہ مخواہ وقت ضایع ہوتا اور بعید نہیں تھا کہ پھر جانے کا موقع ہی نہ ملتا۔ خدا آپ کو عزم و ہمت بخشے اور مقاصد سے ہم کنار کرے۔

شامی کی آپ کو ضرورت نہ رہی ہو تو امین کے ہم راہ بھیج دیں اور

ضرورت باقی ہو تو رکھیے، مجھے کوئی ضرورت فوری نہیں ہے۔ گھر پر میرے پاس ایک اور نسخہ ہے۔ ردالمحتار پر دمشق کے ایک عالم نے دو جلدوں میں حاشیہ لکھا ہے، پچھلے دنوں کفلیتہ جانا ہوا تو وہاں دیکھا، اس کو میں نے منگایا ہے، غالباً آیندہ کل آجائے گا اور رمضان کے آخر تک میرے پاس ہی رہے گا۔ خدا جانے ان بزرگ نے شامی پر کیا کیا لکھا ہے۔ کیا دیوبند میں اس کا کوئی نسخہ ہے؟ دارالافتا میں تو میرے زمانے تک نہ تھا۔ حضرت مفتی محمود صاحب سے ذرا معلوم تو کرو، ان سے پتا چل جائے گا۔ میں نے کفلیتہ صرف ایک گھنٹے ٹھہر کر اڑتی نظر کتاب کے ٹائٹل پر ڈالی تھی، اس کے مصنف وغیرہ کچھ محفوظ نہیں ہے۔

جمعہ، یکم نومبر کو ان شاءاللہ گھر پہنچ جاؤں گا، آیندہ خط گھر کے ہی پتے پر لکھو، جو ابتدا میں درج ہے۔

والسلام

سعید احمد

مکتوب [۳۶]

﴿حسبِ ضرورت مکاتبت رہنی چاہیے﴾

باسمہ سبحانہ وتعالیٰ

برادرِ گرامی قدر جناب مولانا احمد صاحب زید مجدہم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

ندامت کی کوئی بات نہیں، حسبِ ضرورت مکاتبت رہنی چاہیے اور جوابی خط کی حاجت نہیں۔

سفینۃ البلغاء کے ۵ / نسخے سورت حکیم صاحب کے یہاں پہنچا دیں یا مولانا شفیع میاں صاحب کو دے دیں، وہ پارسل کے ہم راہ ارسال فرما دیں گے، میں نے انھیں مشکلات القرآن ۱۰ / عدد، نصب الرایۃ ۲ / عدد اور حضرت شاہ صاحب کے رسائل پانچ پانچ عدد (کشف الستر، فصل الخطاب، نیل الفرقدین، عقیدۃ الاسلام، اکفار الملحدین وغیرہ وغیرہ جو جو رسائل ہوں ان کے پانچ پانچ نسخے) کا آرڈر دیا تھا، اس کی انھیں اطلاع فرما دیں۔

سفینۃ کا بِل العون کی رقم سے ادا فرما دیں۔

'ڈاڑھی اور انبیا کی سنتیں'[۱] میں نے مولانا ابراہیم صاحب کے پاس ۲۰۰ / نسخے بھیجے تھے، خدا جانے انھوں نے کہاں تقسیم کر دیے، انھیں خط لکھتا ہوں، ان کا جواب آنے پر ضرورت ہوئی تو مزید نسخے میں ہم راہ لیتا آؤں گا۔ میں ذی الحجہ کے شروع میں گودھرا، بھروچ ہوتا ہوا سورت آؤں گا اور وہاں سے بمبئی جانا ہے اور واپس عید پر مکان پہنچنا ہے۔

---

[۱] یہ حضرت پالن پوری کی مشہور تصنیف ہے۔ ندیم

مفتی صاحب[۱] سے سلام فرمادیں اور ہاں میں نے ان سے عرض کیا تھا کہ وہ ایک نسخے کی قیمت العون کی مولانا ہاشم جوگ واڑی سے وصول کر کے آپ کو دے دیں۔

آپ کے پاس کتابیں اچھی ہیں[۲]، اللہ پاک مبارک فرماویں۔ محنت سے کام میں لگے رہیں، میں ان شاء اللہ ۵ یا ۶/ ذی الحجہ تک سورت پہنچ سکوں گا۔

والسلام

سعید احمد عفا اللہ عنہ

۲۲/ ۱۱/ ۹۴ھ

❑❖❑

[۱] غالباً حضرت مفتی سید عبدالرحیم لاجپوریؒ، سابق مفتی اعظم گجرات، صاحبِ فتاویٰ رحیمیہ مراد ہیں۔ ندیم

[۲] یہ اس زمانے کا مکتوب ہے جب سیدی حضرت خانپوری دامت برکاتہم جامعہ اسلامیہ تعلیم الدین، ڈابھیل میں استاذ مقرر ہو چکے تھے، اس مکتوب میں اندازِ تخاطب بدلا ہوا ہے۔ یہاں آپ کے زیرِ درس کتابوں کے متعلق ارشاد ہے۔ ندیم